شہری

شہری برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون ۲۰۱۹ء

شہری
CITIZENS FOR A BETTER ENVIRONMENT

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے......
مارگریٹ میڈ

کراچی میں مستحکم شہری حرکت پزیری

ایک حکمت عملی فریم ورک

اس شہر کو درپیش بہت سے ترقیاتی مسائل میں سے ایک شہریوں کو معقول، سستا اور قابل رسائی شہری نقل وحرکت اور ٹرانسپورٹیشن نظام فراہم کرنے میں ناکامی ہے۔ جس کی وجہ سے نجی گاڑیوں پر انحصار بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں لوگوں کو محفوظ طور پر پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کے لیے کوئی محفوظ جگہ ہی نہیں بچتی۔ جبکہ کچھ شہروں میں اس سلسلے میں ابتدائی اقدام اٹھاتے ہوئے سرکاری عوامی سفری سہولیات کو متعارف کرایا گیا ہے لیکن یہ بڑے شہری پھیلاؤ میں بہتر شہری نقل وحرکت کو مؤثر طور پر فراہم کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس سے وابستہ فوائد حاصل نہیں ہو سکے ہیں۔ ان مسائل میں سب سے اہم مکمل دستیابی فراہم کرنے کا مسئلہ ہے، لوگوں کی نقل وحرکت کی ضروریات اور خاص طور پر نقل وحرکت کے انفرا اسٹرکچر کا استعمال کرنے والے کمزور اور معذور افراد کی خصوصی ضروریات کے انتظام کرنے کا مسئلہ ہے۔ مستحکم شہری نقل وحرکت پر ایک بیانیہ کو تقویت دینے کے لیے فریڈرک نومان اسٹفٹنگ پاکستان نے 'موثر ماحولیاتی شہری نقل وحرکت اور جدید شہری موثر ترقی' کے عنوان سے ایک تین سالہ منصوبہ کا آغاز کیا ہے۔ شہری سی بی ای اس منصوبے کا منتظم شراکت دار ہے، ہم اس منصوبے کے دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔

منصوبے کا مقصد حکومت اور سول سوسائٹی اور نجی شعبے کے درمیان شراکت کو تقویت دینا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ منصوبہ بحث ومباحثہ سے آگے بڑھ کر خصوصی اقدامات کے حقیقی نفاذ کی طرف رہنمائی فراہم کرے گا۔

منصوبے کے پہلے مرحلے میں ایک جامع حکمت عملی دستاویز تیار کی جاچکی ہے جس میں کراچی کے ٹرانسپورٹ کے شعبے سے متعلق پالیسی، منصوبہ بندی، حکمت عملی، نفاذ، نگرانی اور شہری نقل و

(بقیہ صفحہ ۳ پر)

اندرونی صفحات

سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء...... 06
کراچی صدر کے تجدید نو منصوبہ کی تکمیل...... 11
بیچ لگژری ہوٹل کراچی میں ۲/ مارچ ۲۰۱۹ء...... 13
ہماری کامیابی کی داستان...... 15
سندھ۔ سب سے زیادہ غیر محفوظ گرم مقام 16
سندھ میں پانی کی صورتِ حال 18

اداریہ

موسم گرم کے طویل ایام پھیلتے جا رہے ہیں اور گرمی کی شدت میں سال بہ سال اضافہ جاری ہے اور ہمارے شہر کو متعدد ترقیاتی مسائل کا سامنا ہے۔ گرمی کی شدت کی گھٹن سے قطع نظر ہمارے شہر نے نجی گاڑیوں کی بھرمار سے خود کو حبس اور گھٹن میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے عام آدمی کو پیدل چلنے یا سائیکل سواری کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں ملتی۔ ہمارے نیوز لیٹر کے سرورق کی تحقیق 'کراچی میں مستحکم شہری حرکت پذیری۔ ایک حکمت پذیر اور ٹرانسپورٹیشن نظام کی ناکامی کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔ مستحکم شہری حرکت پذیری کے بیانیہ کو تقویت دینے کے ضمن میں ہمارے دیرینہ شراکت دار فریڈرک نومان فاؤنڈیشن (پاکستان) نے 'موثر ماحولیاتی شہری حرکت پذیری اور جدید شہر کا پھیلاؤ' کے عنوان کے تحت ایک تین سالہ پروجیکٹ کا آغاز کیا ہے جس میں شہری سی بی ای منتظم شراکت دار کی حیثیت سے شامل ہے۔ پروجیکٹ کا مقصد دیگر تمام ترقیاتی پروجیکٹوں کی طرح ہی ہے کہ بات صرف سادہ بحث ومباحثہ تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ اس سے کہیں آگے بڑھ کر حکومت 'سول سوسائٹی اور نجی شعبے کے مابین ایک کامیاب اور مفید شراکت کو قائم اور نافذ کیا جائے تا کہ مستحکم شہری حرکت پذیری کے اصولوں پر مبنی ایک جامع اور مستحکم نظام قائم کیا جائے۔

'ہیٹ ویوز' کے ساتھ ہمارا تجربہ ہر سال تلخ سے تلخ تر ہوتا جا رہا ہے۔ ناصر علی پنھور ہیٹ ویوز کی وجہ سے شاید زیادہ ہی تکلیف میں ہیں، انہوں نے نشاندہی کی کہ عالمی بینک کی جانب سے کرائی جانے والی ایک حالیہ تحقیق بعنوان 'جنوبی ایشیا کے گرم مقام' کے مطابق موسمیاتی تبدیلی کے حوالے سے پاکستان میں سندھ سب سے زیادہ غیر محفوظ گرم مقام کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ ناصر علی پنھور نے اپنے مضمون 'سندھ۔ سب سے زیادہ غیر محفوظ گرم مقام' میں وضاحت کی ہے کہ سندھ اپنی جغرافیائی محلِ وقوع کی وجہ سے ملک کے دوسرے صوبوں کی بہ نسبت موسمیاتی تبدیلی سے زیادہ متاثر ہے۔ ان کی کھوج کے مطابق بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے اثرات سے زراعت، محنت کشوں کی پیداواری صلاحیت، صحت، ہجرت اور دیگر عوامل زوال کا شکار ہیں جو معاشی بڑھوتری پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ جبکہ اس گرمی سے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی، ہم صرف یہ اُمید ہی کر سکتے ہیں کہ کاش یہ گرمی ہمارے سیاستدانوں اور پالیسی سازوں کا بھی اسی قدر برا حال کر کے انہیں جھنجھوڑ کر ان کے ایئر کنڈیشنڈ دفاتر اور رہائش گاہوں سے نکال دے تا کہ وہ ہمارے شہر کے مجبور باشندوں کے لیے ایک موثر موسمیاتی تبدیلی کی پالیسی نافذ کر سکیں۔

'سندھ میں پانی کی کیفیت' کے عنوان سے لکھے گئے آرٹیکل میں ہم نے سپریم کورٹ کے واٹر کمیشن کو صوبہ سندھ میں پینے کے پانی کی کیفیت اور کچرا اٹھانے لگانے کے نظام کا جائزہ لینے کے حکم کے نتائج کا تجزیہ کیا ہے۔ کمیشن کی تحقیق کے مطابق صوبے میں عملی طور پر پانی اور کچرا اٹھانے لگانے کا کوئی انفرا اسٹرکچر موجود نہیں ہے یا قابل عمل نہیں ہے اور صوبائی ماحولیاتی ادارہ سندھ تحفظ ماحولیات ایجنسی ماحولیات سے متعلق اپنی ریاستی ذمہ داریاں پوری کرنے یا کسی بھی شکل میں ان کا تحفظ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ رپورٹ کے نتائج کے بعد شہری سی بی ای نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے اشتراک سے مارچ ۲۰۱۹ء میں موون پک ہوٹل میں 'آبی ذرائع کا انتظام اور آئندہ کا لائحہ عمل' کے عنوان کے تحت ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ جس میں کمیشن کی تحقیقات کو اُجاگر کیا گیا اور ان پر بحث کی گئی ورکشاپ کی تفصیلات موجودہ شمارہ کے ایک علیحدہ آرٹیکل میں بیان کی گئی ہیں۔

سپریم کورٹ کے حکم پر شہر میں تجاوزات کے خلاف جاری اور متنازعہ مہم کے نتیجہ میں سول سوسائٹی کی انجمنوں اور مختلف شہری حقوق کے حامی سرگرم گروہوں کی جانب سے کم آمدنی والے علاقوں کے باشندوں اور دوکانداروں سے جو اس تجاوزات کے خلاف مہم کی وجہ سے بے گھر یا متاثر ہوئے ہیں، اظہار یکجہتی کے لیے پریس کلب کے باہر ایک دن کی بھوک ہڑتال کی گئی۔ موجودہ شمارہ کے آرٹیکل 'سماجی انصاف کے مطالبہ کے لیے ہاتھ ملائیے' میں ہم نے ان کچھ اسباب پر بحث کی ہے کہ کیوں احتجاج کرنے والے بھوک ہڑتال کرنے پر مجبور ہوئے اور اس ضمن میں کچھ تجاویز اور سفارشات پیش کی ہیں کہ کیسے اس مہم کے اہداف اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے نئے سرے سے غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ سماجی انصاف کے تقاضے متاثر نہ ہو سکیں۔

شہر میں شہری ماحول اور انفرا اسٹرکچر غیر شعوری طور پر تباہ ہوتا جا رہا ہے اس ضمن میں عسکری IV کے دور ہائشیوں نے علاقے میں شجر کاری میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے تا کہ ان کے علاقے کے قرب و جوار کے ماحول میں بہتری پیدا ہو سکے۔ تقریباً ڈیڑھ سال قبل شہری سی بی ای نے ان رہائشیوں کو راشد منہاس روڈ پر اور ملحقہ پارک میں شجر کاری کے لیے ۱۲۵/ پودے پیش کئے تھے اور حرت انگیز طور پر دو کے سوا تقریباً تمام پودے پھل پھول رہے ہیں۔ 'بے تھکان دوگانا' کے عنوان کے تحت لکھے گئے آرٹیکل میں ہم نے ان دور ہائشیوں کی کامیابی کو سراہا ہے اور کمیونٹی کے لیے ان کے لگاؤ اور شہر کو اس میں رہنے والے مکینوں کے لیے ایک صحت مند مقام بنانے کی خواہش کو پذیرائی دی ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ آپ ہمارے نیوز لیٹر کے اس شمارہ میں اکٹھا کیے گئے، ذہنوں کے دریچے کھولنے والے مضامین پڑھ کر لطف اندوز ہوں گے۔ اکثر اوقات پیدا ہونے والی حوصلہ شکن صورتِ حال کے باوجود ہم یہاں شہری میں مارگریٹ میڈ کے ان دانشورانہ الفاظ 'اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو اور اپنے نظریات کے ساتھ پرعزم ہو، دنیا کو بدل سکتا ہے' سے تقویت اور ہمت حاصل کرتے ہیں۔

شہری

88-R، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی 75400، پاکستان
ٹیلی فون/فیکس: +92-21-34 53 06 46
E-mail: info@shehri.org
Url: www.shehri.org

اِدارتی مشاورت: شہری۔سی بی ای ٹیم

اِنتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن: ڈاکٹر قیصر بنگالی
وائس چیئر پرسن: سمیر حامد ڈودھی
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: عامرہ جاوید
ارکان: دانش آذر زوبی، محمد علی رشید اور سالیقہ انور

بانی اراکین:
مسٹر خالد ندوی، بیرسٹر قاضی فائز عیسیٰ، حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی، نوید حسین، بیرسٹر زین شیخ اور قیصر بنگالی

شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
اکاؤنٹ کنسلٹنٹ: عرفان شاہ
آفس اسسٹنٹ: محمد طاہر
آفس بوائے: خورشید احمد
سیکورٹی گارڈ: محمد مجاہد

قلمکاروں کے لیے ہدایات:
آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ ایڈیٹر/ ادارتی عملے کا اس خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

Production:
Saudagar Enterprises
Web: www.saudagar.com.pk
Ph: 021-34152970
Cell: 0333-2276331

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

Member of IUCN World Conservation Union

Every effort has been made to ensure the accuracy of the contents of this publication. The author or the organization does not accept any responsibility of any omission as it is not deliberate. Nevertheless, we will appreciate provision of accurate information to improve our work.

حرکت کی قانونی ضروریات کا وسیع بنیاد پر احاطہ کیا گیا ہے اس دستاویز کی بنیاد اس محتاط تجزیئے پر ہے کہ کیسے ماضی میں اس شعبے میں سرمایہ کاری کی گئی، کیسے سالہا سال پالیسیاں اور ادارہ جاتی فریم ورک بنائے جاتے رہے اور کیسے خدمات کی فراہمی کا بے قاعدہ طریقہ کار اور میکنزم شعبے کی بڑھوتری پر اثر انداز ہوتا رہا۔ تجزیاتی طور پر یہ بات سامنے آئی کہ شناخت کردہ تبدیلی کے لیے حکمت عملی رہنما نقشہ میں مثبت تبدیلی لانے کی استعداد ہے اگر اسے باقاعدہ طور پر نافذ کیا جائے۔ یہ دستاویز کراچی میں شہری ترقیات کے وسیع تر تناظر کے ساتھ ٹرانسپورٹیشن اور شہری نقل و حرکت کے منظرنامے کی تعمیرِ نو کی کوشش کرتی ہے۔

ہمیں پالیسیوں اور ادارہ جاتی ساخت میں تبدیلیوں کے ضمن میں اس شعبے کی تاریخی ترقی کی کھوج کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے نیز خدمات کی فراہمی میں سرکاری شعبے کی واضح کمی اور اس کے نتیجہ میں بے قاعدہ اور نجی شعبے کے کردار میں واضح بڑھوتری اور شعبہ کے انتظام کی ایک بے عمل ساخت کے ساتھ مستحکم شہری پھیلاؤ کے لیے اس کے نفاذ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ روبہ عمل ٹرانس کراچی پروجیکٹ کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے اور پروجیکٹ کی منصوبہ بندی اور نظاذ کے طریقہ کار میں موجود پریشان کن خامیوں اور خلا کو اُجاگر کیا گیا ہے اور ادارہ جاتی فریم ورک میں موجود بے ضابطگیوں کا ادراک کیا گیا ہے۔

حکمت عملی دستاویز کے اختتامی حصے میں شعبے کی اصلاحات کے لیے ایک حکمت عملی رہنما نقشہ ترتیب دیا گیا ہے جس کے ذریعہ اہم ضروریات پر مشتمل ایک نظام قائم کیا جاسکتا ہے جو مستحکم شہری نقل و حرکت کے اصولوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔ حکمت عملی رہنما نقشہ نیوز لیٹر میں دو حصوں میں پیش کیا جارہا ہے۔ جس میں پہلا حصہ مجوزہ حکمت عملی رہنما نقشہ کی تصوراتی اور ساختیاتی تفصیلات سے متعلق ہے جبکہ دوسرا اور اختتامی حصہ حکمت عملی رہنما نقشہ کی وضاحت کرے گا۔

اس حکمت عملی رہنما نقشہ کو بنانے میں منصوبہ بندی فریم ورک اور شہری ترقیاتی حکمت عملی کے شعبوں سے معاونت حاصل کی جاچکی ہے۔ یہ حکمت عملی فریم ورک بنانے کے بنیادی اصولوں اور مستحکم شہری نقل و حرکت منصوبہ بندی طریقوں کے رہنما خطوط کا مجموعہ ہے۔

شہری ترقیات حکمت عملی

شہری ترقیات حکمت عملی سٹی الائنس[1] نے ترتیب دیا ہے جس کی تعریف ایک قابل عمل شرکت کے ذریعہ قائم اور مستحکم طریقے کی حیثیت سے کی جاسکتی ہے جو شہروں اور ملحقہ علاقوں میں تمام شہریوں کے لیے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کے لیے معقول پھیلاؤ کو فروغ دے گا۔ شہری ترقیات حکمت عملی شہروں کو حکمت عملی ترقیاتی سوچ اپنانے اور ان کی شہری منصوبہ بندی میں طویل المیعاد بیانیے کو اختیار کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ شہری ترقیات حکمت عملی کے ذریعہ شہر مختصر المیعاد سیاسی اور مالی معاونت کے ذریعہ منصوبہ بندی سے ماورا تیزی سے آگے بڑھ سکتے ہیں جہاں ان مقاصد اور اہداف کو حاصل کرنے میں ۲۰ یا ۳۰ سال کا عرصہ درکار ہونا چاہیے۔ ایک شہری ترقیات حکمت عملی کے پیچھے یہ نظریہ کارفرما ہے کہ بہتر نقطہ نظر اور بہتر وقت پر سرکاری، نجی اور سول سوسائٹی کی حکمت عملی مداخلت ایک شہر کے ترقیات کے راستے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں واضح تبدیلی لاسکتی ہے۔

شہری ترقیات حکمت عملی ایک ایسا ہتھیار ہے جو ایک شہر کی شہریت پیدا کرنے کی استعداد کو بڑھاتا ہے یہ ایک شہر زیادہ سے زیادہ مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک مشترکہ مربوط ادارہ جاتی فریم ورک مرتب کرنے میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔ کوئی شہری ترقیات حکمت عملی کامیاب ہوتی ہے یا نہیں اس کا انحصار اس کے بنیادی حکمت عملی اہداف پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شہر اپنے شہری ترقیات حکمت عملی غربت مٹانے پر زور دیتا ہے تو ایسی صورت میں غریب باشندوں کی تعداد میں کمی کو ایک کامیابی تصور کیا جانا چاہیے۔

وسیع پیمانے پر ایک کامیاب شہری ترقیات حکمت عملی کے نتائج مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوسکتے ہیں۔

رویوں میں تبدیلی: اس کے لیے طریق کار اختیار کیا جاتا ہے کہ حکمت عملی کیسے مقامی منصوبہ بندی اور شہریوں کے درمیان مضبوط ہوتی ہے۔ یہ شہری ترقیات حکمت عملی کو مسلسل جدید بنانے کے لیے ترقیات کے جاری طریق کار میں بھی شہریوں کو ملوث کرتی ہے۔

شہری کارکردگی کے لیے نگرانی کا میکنزم: اس سے شہری، مقامی حکومتیں اور نجی شعبہ سب ترقیات کو ناپ سکتے ہیں۔

پالیسی اور ادارہ جاتی اصلاحات: مثلاً تباہ حال اداروں کو مضبوط کرنا یا باہمی امداد کے لیے میکنزم کو مرتب کرنا، اس سے کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

سرکاری اور نجی شعبے کی سرمایہ کاری: بنیادی حکمت عملی سرگرمیوں میں سرکاری اور نجی شعبے کی سرمایہ کاری لازمی امر ہے۔

[1] سٹی الائنس بروسلز میں قائم ایک سیکرٹریٹ کے ذریعے چلایا جاتا ہے اور اسے اقوام متحدہ کے دفتر برائے منصوبہ بندی خدمات کی معاونت حاصل ہے۔

مسائل: اس تحقیق کے نتیجہ میں جن مشکلات اور مسائل کی نشاندہی کی جاچکی ہے جو حکمت عملی کو درپیش ہوسکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

- شعبے کے لیے ایک بے عمل انتظامی ڈھانچہ جو سرکاری پالیسی مداخلتوں کو استحکام دینے میں ناکام رہا ہو۔
- اراضی کے استعمال اور ٹرانسپورٹ منصوبہ بندی کے درمیان یکجہتی کا مکمل طور پر نہ ہوتا۔
- کاروں کی بڑے پیمانے پر موجودگی / موٹر سائیکلوں کی ملکیت اور کاروں کا استعمال اور انحصار جو سرکاری نقل و حمل کے ذرائع اور طریقوں میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔
- پیدل چلنے اور بغیر موٹر کے چلنے والے سفری ذرائع (بائیکل وغیرہ) کے غیر معیاری انفرا اسٹرکچر اور ناکافی سہولیات اس قسم کی نقل و حرکت سے تحفظ اور ٹریفک ہجوم سے تحفظ کی راہ ہموار ہوتی ہے۔
- انسانی صحت پر ٹرانسپورٹ کے نقصان دہ اثرات، ماحول اور موسمیاتی تبدیلی کے لیے نفاذ کی قابل عمل پالیسی، نفاذ، قوانین اور نگرانی کے میکنزم کی عدم موجودگی۔

کراچی شہر میں مستحکم شہری نقل و حرکت کے لیے حکمت عملی رہنما نقشہ

ہم اپنے ترقیاتی منصوبوں میں اکثر و بیشتر ناکام ہوجاتے ہیں کیونکہ ہماری نگاہ صرف منصوبے پر ہوتی ہے لیکن اس کے پہلے اور بعد کے حالات پر ہماری توجہ نہیں ہوتی۔ پاکستان میں یہ بات بڑے اور چھوٹے دونوں قسم کے ترقیاتی منصوبوں پر صادق آتی ہے منصوبوں کا کوئی وسیع تر مقصد اور شعبے کے لیے حکمت عملی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ دیگر شعبوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ساتھ ہی منصوبے کے طویل المیعاد استحکام کا حصول بھی سامنے نہیں ہوتا۔ کچھ ایسا ہی کراچی میں ٹرانسپورٹ اور نقل و حرکت کے شعبے کے ساتھ بھی ہے۔ منصوبے آتے ہیں اور ختم ہوجاتے ہیں اور ہم پچاس سال قبل سے بھی بری حالت میں خود کو پاتے ہیں۔ ٹرانس کراچی بی آر ٹی منصوبہ بھی اس قسم کی صورتحال سے دوچار ہوگا اگر ہم نے شہر میں مستحکم شہری نقل و حرکت پذیری کے حکمت عملی فریم ورک کے لیے وسیع نقطہ نظر کے ساتھ مربوط کوششیں نہیں کیں۔

حکمت عملی اصول

بنیادی حکمت عملی اصول کے لیے ضروری ہے کہ شہری نقل و حرکت کے نظام کے گرد وسیع تصور اور حکمت عملی منصوبہ بندی کے ساتھ مشروط رکھا جائے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

- ایک موثر اور مساویانہ بنیاد پر شہری نقل و حرکت کے نظام کے ذریعہ مکانی اور سماجی پیوستگی۔

حکمت عملی تصور

اس کے بعد جامع تصوری طریقہ آتا ہے۔ شہری منصوبہ ساز اور پالیسی ساز شہر کے لیے تمام متعلقہ شراکت داروں کو شامل کرتے ہوئے ایک طویل المیعاد تصور تخلیق کرتے ہیں۔ ایسا تصور جس میں شہری نقل و حرکت کے ساتھ جڑے مساوات، ماحولیاتی خدشات اور موسمیاتی تبدیلی کے مسائل کی سمجھ واضح طور پر نظر آتی ہو۔ مزید برآں ٹرانسپورٹ سے متعلق مداخلت بھی زیادہ مستحکم استعمال اراضی اور شہری کی اقتصادی صورتحال پر اپنا اثر ڈالتی ہیں۔

تصور کے واضح کردہ نقوش کچھ مخصوص چیزوں سے متاثر ہوسکتے ہیں۔ جو نیچے خاکے میں دیئے گئے ہیں:

معیار زندگی: معیار زندگی آرام و سکون اور سہولیات سے متعلق ہوسکتی ہے جو صارف کو بہتر رسائی، جسمانی اور نفسیاتی دباؤ میں تخفیف، رہائش میں بہتری اور سماجی روابط میں بڑھوتری اس کے ساتھ پیدل چلنے اور سائیکلنگ کی سہولیات فراہم کرکے دی جاسکتی ہیں اس سے شہریوں کی صحت اور ذہنی کیفیت بہتر ہوسکتی ہے۔

معاشی طاقت: اس وقت پیدا ہوتی ہے جب بہتر رسائی اراضی کے بہتر استعمال اور معاشی

سرگرمیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے مثلاً مالی، تجارتی ،ادارہ جاتی اور تفریحی سرگرمیاں وغیرہ۔

شراکت داری: اس وقت بڑھے گی جب نقل و حرکت کو تمام افراد کے لیے بلا امتیاز جنس، جسمانی نقل و حرکت یا سماجی معاشی مقام اور نہ صرف ٹرانسپورٹ کے طریقوں میں یقینی بنایا جائے۔ ان کی شہری جگہوں تک رسائی کو بھی ممکن بنانا چاہیے۔

حکمت عملی مقاصد

- کارآمد پالیسی کی موجودگی، ادارہ جاتی اور مالیاتی فریم ورک جو مستحکم شہری ٹرانسپورٹ کے لیے طویل المیعاد سرکاری پالیسی کے نفاذ کو یقینی بنا سکے۔
- صحت اور ماحول پر ٹرانسپورٹ کے نقصان دہ اثرات میں کمی اور موسمیاتی تبدیلی میں ٹرانسپورٹ کی ساجھے داری میں کمی۔
- کار کے استعمال میں کمی، پبلک ٹرانسپورٹ کے استعمال میں ترجیح اور بغیر موٹر کے ٹرانسپورٹ کے طریقوں مثلاً سائیکلنگ اور پیدل چلنے کی سہولیات فراہم کرنا۔
- سڑکیں استعمال کرنے والوں کے تحفظ اور حفاظت میں بہتری، خاص طور پر پیدل چلنے والوں سائیکل چلانے والوں اور پبلک ٹرانسپورٹ کے صارفین کے تحفظ میں بہتری۔
- سرکاری جگہوں اور تجارتی اور معاشی سرگرمیوں تک بہتر رسائی کے ذریعہ بڑھاوا دینا۔

یہ سمجھنا بہت اہم ہے کہ صرف حقیقت پسندانہ گفت و شنید اور اقدام کے ذریعے ہی مسائل کا معقول حل ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کی بہتر نشاندہی انسٹیٹیوٹ برائے ٹرانسپورٹیشن اور ڈیولپمنٹ پالیسی کی جانب سے میکسیکو سٹی میں شہری حرکت پذیری کے سلسلے میں کی جانے والی تحقیق میں کی گئی ہے۔ تحقیق کے مطابق ایک قسم کے پیمانے مثلاً مزید روڈ انفرااسٹرکچر کی تعمیر، کے نفاذ سے کاروں کے استعمال کے منفی خارجی اثرات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ہے، نہ ہی ذاتی طور پر بڑے پیمانے پر مہیا کردہ گاڑیوں کے استعمال کے مسائل کا حل پیش کرتی ہے۔ آخرالذکر ٹریفک سیفٹی، اراضی کے استعمال اور صحت کے مسائل کو بڑھاتی ہے۔ لہٰذا حرکت پذیری کو منظم کرنے اور حقیقی مستحکم ٹرانسپورٹ جو پوری سوسائٹی کے مفاد میں ہو، کے حصول کے لیے متعدد ضوابط کا نفاذ ناگزیر ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حرکت پذیری کی اجتماعی انداز میں تنظیم کی جانی چاہیے خاص طور پر کاروں کے استعمال میں تخفیف کے لیے مخصوص مقاصد ہونے چاہئیں جس سے اس کے منفی خارجی اثرات ختم ہو سکتے ہیں۔ اس میں ان حکمت عملیوں کا نفاذ شامل ہے جن کے تحت مستحکم ٹرانسپورٹ ذریعہ (بمعہ کم تر بیرونی قیمت) کے عظیم تر استعمال کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے نیز پبلک ٹرانسپورٹ میں اضافہ اور بغیر موٹر والے ٹرانسپورٹ ذریعے میں اضافہ اور بہتری کو تقویت ملتی ہے اور کاروں کے استعمال سے پیدا ہونے والے منفی اثرات کو ختم کرنے کے لیے دستیاب تکنیکی ذرائع کو استعمال کرنے کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

حکمت عملی اقدامات

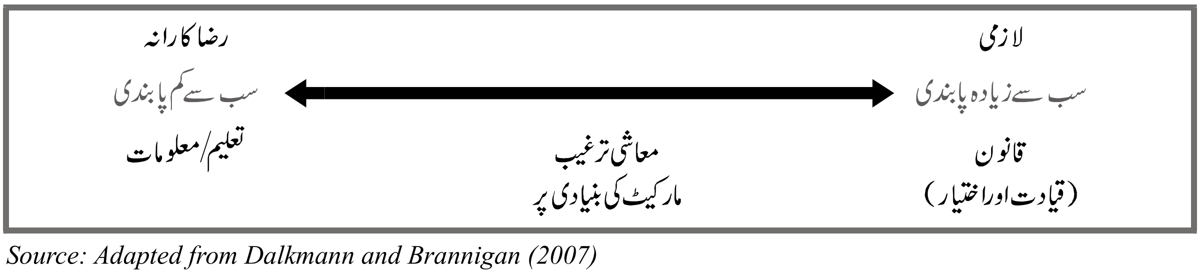

Source: Adapted from Dalkmann and Brannigan (2007)

اسی طرح حکمت عملیوں کے نفاذ میں 'ایک جوتا سب کے پیر میں پورا آئے گا' والی حکمت کام نہیں کرے گی۔ تحقیق میں مختلف اقدامات اور ذرائع کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں ہر مقصد کے حصول کے لیے اس کی ضروریات سے متعلق ذرائع کا استعمال کرنا چاہیے۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ 'یہ واضح کرنا نہایت اہم ہے کہ ان ذرائع میں سے ہر ایک کا ایک زاویہ یہ ہے کہ اس کو نافذ کرنا کیوں لازمی ہے جو رضاکارانہ اور پسند سے مختلف ہے۔ مسئلہ کی حالیہ سنگینی کاروں کے استعمال سے پیدا ہونے والے منفی خارجی اثرات کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ، متقاضی ہے کہ کم سے کم لے کر زیادہ سے زیادہ پابندی والے اقدامات کا بھرپور استعمال کیا جائے۔ رضاکارانہ اور کم پابندی والے اقدامات کا اطلاق بلاشبہ مسئلہ کی سنگینی کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قانونی خاص طور پر طبعی اقدامات کو نظرانداز کر دیا جائے جو دیگر اقدامات کے ساتھ مل کر کاروائی کا استعمال کرنے کے رجحان میں موثر طور پر کمی لانے کا باعث بنے گا۔

(آئی ٹی ڈی پی۔۲۰۱۲ء)

سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء

شہری ابھی تک سندھ میں اس کے مکمل نفاذ کے منتظر ہیں

دنیا بھر کے مختلف ممالک کی اوّلین ترجیح عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری اور حکومتی سطح پر شہری مرکزی طور طریقوں کا قیام اور ترقی رہی ہے۔ جاننے کے حق کا قانون ایسا ہی ایک مؤثر طریقہ ہے۔

حکومتی نظام کو باقاعدہ طور پر روبہ عمل لانے کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ شہریوں کے پاس حکمرانی میں شفافیت اور سماجی احتساب کا مطالبہ کرنے کے ذرائع ہوں سندھ اسمبلی نے مارچ ۲۰۱۷ میں شہریوں کو معلومات کا حق دینے کے لیے 'سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶' منظور کیا تھا اور اس کی توثیق گورنر سندھ نے اپریل ۲۰۱۷ میں کی تھی تاکہ حکومتی محکموں میں معلومات تک شہریوں کی رسائی کو یقینی بنایا جاسکے۔

شہری۔سی بی ای نے سندھ میں موثر حق معلومات کے قانون کی لابنگ کے لیے سندھ کی ۲۶ نمائندہ غیرسرکاری تنظیموں کے اتحاد کی سربراہی کی تھی شہری سی بی ای نے سندھ حق معلومات قانون بل کا مسودہ تیار کرنے میں معاونت کی تھی اور اسے سندھ اسمبلی کی منتخب کمیٹی میں نئے سندھ حق معلومات کے قانون کے ڈرافٹ کو حتمی شکل دینے کے لیے مدعو کیا گیا تھا۔ درحقیقت شہری سی بی ای واحد تنظیم تھی جس کو سندھ اسمبلی کے فلور سے اس ترقی پسند قانون کی مسودہ سازی میں اس کی اعانت کو اُجاگر کیا گیا۔

سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء کا مقصد شفافیت اور آزادیٔ معلومات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے تاکہ تمام شہریوں کو سرکاری معلومات تک رسائی کی بہتر سہولت میسر ہو، شہریوں کے سامنے حکومت کو مزید جوابدہ بنایا جائے، سرکاری اہمیت کے تمام معاملات میں بنیادی حق معلومات کو نافذ کیا جائے، تمام حکومتی معاملات میں شفافیت کو یقینی بنایا جائے۔

قانون کے پاس ہونے کے بعد امید کی جارہی تھی کہ حکومت ۱۰۰/ دن کے اندر اندر حق معلومات کے تحت مواد حاصل کرنے کے طریقہ کار کو روبۂ عمل اور نافذ کرنے کے لیے سندھ انفارمیشن کمیشن قائم کرے گی۔ قانون کے مطابق کمیشن حکومت سندھ کے مقرر کردہ تین ارکان پر مشتمل ہوگا جس کی سربراہی ایک چیف انفارمیشن افسر کرے گا جو کم از کم گریڈ ۲۱/ کا ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہونا چاہیے۔

شہری اور دیگر تنظیموں کی مسلسل کوششوں کے باوجود حکومت نے سندھ انفارمیشن کمیشن قائم نہیں کیا۔ تاہم سندھ انفارمیشن کمیشن قائم نہ کیے جانے کے ضمن میں ایڈوکیٹ طارق منصور نے سندھ ہائی کورٹ میں ایک پی آئی ایل CP No. D-6447/2017 دائر کی 22 مئی 2018 کو دیئے گئے عدالت کے فیصلہ کے مطابق:

'اس پٹیشن کو دیگر زیرالتوا تمام درخواستوں کے ساتھ نمٹاتے ہوئے چیف سیکرٹری سندھ (مدعا علیہ نمبر 1) کو ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ فوری طور پر وزیراعلیٰ / کابینہ کو ایک سمری ارسال کریں کہ اس حکم کی تاریخ سے سات دن کے اندر اندر ایک انفارمیشن کمیشن قائم کرے، ساتھ ہی ساتھ قانون کے مطابق مستقل سیکریٹریٹ قائم کرنے کے لیے معقول اقدامات کریں اور اس ضمن میں باقاعدہ طور پر فنڈ مختص کیے جائیں تاکہ قانون کو مناسب انفراسٹرکچر کے ساتھ باضابطہ بنایا جائے۔'

چنانچہ حکومت سندھ نے ۳۰ مئی ۲۰۱۸ء کو سندھ انفارمیشن کمیشن کا اعلان کیا، لیکن یہ تمام صرف کاغذوں پر ہے، شہریوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ اپنی درخواستیں کہاں بھیجیں کیونکہ ابھی تک کمیشن کو کوئی دفتر ہی الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

حکومت سندھ نے قانون کو اس کی روح کے مطابق نافذ کرنے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے ہیں۔ اس ایکٹ کا مقصد شفافیت اور آزادی معلومات کی فراہمی اور اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ تمام شہریوں سرکاری معلومات تک بہتر رسائی میسر ہو، حکومت کو شہریوں کے سامنے زیادہ جوابدہ بنایا جائے کیونکہ یہ خدمت کار اور نمائندہ ہے، سرکاری اہمیت کے تمام معاملات میں بنیادی حق معلومات کو نافذ کیا جائے اور تمام حکومتی معاملات میں شفافیت کو یقینی بنایا جائے۔

ایکٹ واضح کرتا ہے کے معلومات حاصل کرنے والا درخواست دہندہ کسی بھی صوبائی حکومتی محکمے یا تنظیم سے جو سرکاری فنڈز استعمال کرتی ہو، ریکارڈ طلب کرسکتا ہے، متعین افسر درخواست کا پندرہ کام کے دنوں کے اندر جواب دینے کا پابند ہے۔

اگر درکار معلومات متعلقہ محکمے کے پاس موجود نہیں ہے تو متعلقہ افسر درخواست کا جواب دینے کے لیے مزید دس دن کی تاخیر کرسکتا ہے۔ تاہم ایسی معلومات جو کسی فرد کی زندگی یا آزادی کے لیے ضروری ہوں، لازمی طور پر دو کام کے دنوں کے اندر فراہم کی جائیں گی۔

اگر مجاز افسر درکار معلومات کی فراہمی کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو وہ درخواست دہندہ کو اپنے فیصلہ کی وجوہات سے مطلع کرے گا ساتھ ہی ساتھ وہ ایک روداد/ بیان لکھ کر درخواست دہندہ کو فراہم کرے گا تاکہ درخواست دہندہ داخلی نظرثانی کی اپیل دائر کرسکے۔

محکمہ درخواست دینے کے ضمن میں کسی بھی قسم کی فیس نہیں لے گا ماسوا فوٹو کاپی یا نقول کی لاگت یا کمیشن کی جانب سے مقرر کردہ معلومات بھیجنے کے اخراجات کے جو درخواست دہندہ کو ادا کرنا ہوں گے۔

قانون واضح کرتا ہے کہ 'کوئی بھی فرد جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کی درخواست پر توجہ نہیں دی جارہی ہے اور حکومتی افسر معلومات فراہم کرنے سے انکار کررہا ہے تو ایسے فرد کو حق حاصل ہے کہ وہ انفارمیشن کمیشن کو شکایت درج کراسکتا ہے۔ کمیشن ایسی ہر درخواست کا فیصلہ ۴۵ دن کے اندر کرے گا۔ مزید برآں قانون میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ 'کوئی بھی افسر جو شہریوں کو معلومات فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے اسے جرمانے کے ساتھ سزا دی جائے گی اور مزید یہ کہ اگر کوئی افسر ایسا بدنیتی کے ساتھ کررہا ہے تو اسے اس کی بنیادی تنخواہ کے دس فیصد تک جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اس حق معلومات کے قانون کے تحت صوبائی اسمبلی، وزیر اعلیٰ کا سیکرٹریٹ، گورنر کا سیکرٹریٹ اور عدالتیں اور ایسی غیر سرکاری تنظیمیں جو صوبائی یا مقامی حکومتوں سے فنڈز حاصل کرتی ہیں، طلب کردہ معلومات فراہم کریں گی۔

آئین پاکستان میں آرٹیکل ۱۹-اے شامل کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 'تمام شہریوں کو عوامی اہمیت کے تمام معاملات میں ضوابط اور قانون کے تحت لاگو معقول پابندیوں کے دائرے میں رہتے ہوئے معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہوگا۔' حق معلومات کو ۲۰۱۰ء میں ۱۸ ویں ترمیم کے آرٹیکل ۱۹-اے کے ذریعہ ایک آئینی حق بنایا گیا۔

ایک سیمینار میں شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء کے سیکشن ۷(۱) کے مطابق ہر سرکاری ادارہ اس ایکٹ کے نافذ العمل ہونے سے ۴۵ دن کے اندر کم از کم گریڈ ۱۶/ کا ایک افسر مقرر کرے گا جو معلومات یا ریکارڈ تک عوام کو حقیقی اور آسان رسائی فراہم کرے گا۔

تاہم سندھ حکومت کے زیادہ تر محکموں میں ابھی تک افسر کا تقرر نہیں کیا گیا ہے شہری سی بی ای نے سندھ حکومت کے تمام محکموں کے سربراہوں کو خطوط لکھے ہیں کہ وہ اپنے محکموں میں قانون کے مطابق مجاز افسر کا تقرر کریں۔ یہ ضروری ہے کیونکہ قانون کے مطابق کسی درخواست دہندہ کی درخواست کا مجاز افسر ۴۵ دن کے اندر جواب دینے کا پابند ہے ایسی صورت میں کہ متعلقہ ریکارڈ دستیاب نہیں ہے اس مدت میں مزید دس دن کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کسی مقرر کردہ یا مجاز افسر کی عدم موجودگی کی صورت میں قانون صرف کاغذوں پر ہی محدود رہے گا۔ قانون کی سب سے اچھی خصوصیات میں سے ایک سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء کے آرٹیکل ۶(۱) کے تحت 'خود کار انکشاف' کے لیے طریقہ کار ہے جس کے تحت محکموں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ویب سائٹس اور دیگر ذرائع کے ذریعہ معلومات ظاہر کریں۔

قانون کے عدم نفاذ پر تبصرہ کرتے ہوئے شہری کے رکن سمیر حامد ڈوڈھی نے کہا کہ قانون کا راستہ مثبت خبر تھی اگر یہ عام آدمی کو اختیار دینے کے صوبائی حکومت کے عزم کو اجاگر کرے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں دیگر کئی قوانین کی طرح یہ قانون بھی صرف کاغذوں تک محدود ہے انہوں نے مزید کہا کہ یہ عوام دوست قانون تھا لیکن سندھ انفارمیشن کے قیام اور بااختیار ہونے کے بغیر یہ ایک 'غیر مؤثر کوشش' ہی رہے گی۔

ہم شہری کے پلیٹ فارم سے اس حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں کہ اس اہم قانون کے بارے میں شہریوں کے درمیان آگہی کا فقدان ہے۔ حکومت کی جانب سے اس ضمن میں بظاہر ہر کسی بھی قسم کی کوشش نہیں کی گئی ہے نہ ہی عوام کو حق معلومات قوانین اور متعلقہ سرکاری اداروں سے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے لیے درکار طریقہ کار کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے۔ حکومتی افسران بھی حق معلومات قوانین اور درخواست کردہ معلومات کی فراہمی کے طریقہ کار سے مساوی طور پر لاعلم ہیں۔ ملک میں چند سول سوسائٹی کی تنظیمیں مثلاً شہری، سی پی ڈی آئی، سی آر سی پی حق معلومات پر کام کررہی ہیں اور دیگر سوسائٹی کی تنظیموں اور حکومتی افسران کے درمیان مہارت بڑھانے پر کام کررہی ہیں اور عوام کو حق معلومات قوانین اور اداروں سے روشناس کرارہی ہیں جو کافی نہیں ہے۔ درحقیقت شراکت دار گروہ عمومی طور پر حق معلومات قوانین اور حق معلومات کے فوائد سے آگاہ نہیں ہیں۔

شہری نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کی اعانت

سے مسلسل حق معلومات پر آگہی اجلاس/ ورکشاپ کا اہتمام کیا ہے صرف اسی سال سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء پر سات آگہی اجلاسوں کا انعقات کیا گیا اور تقریباً ۳۲۰/ افراد، جن میں ۱۳۰/ یونین کونسلوں کے سیکرٹری، ۷۰ خواتین حکومتی اہلکار جو مقامی حکومت کے مختلف محکموں میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں، سندھ یونیورسٹی کے ۴۰ طلبہ اور ۸۰ متعلقہ شہری اور سی ایس او کے کے نمائندے شامل ہیں، کی تربیت کی۔

ان اجلاسوں/ ورکشاپس کے مقاصد یہ تھے:

- سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء کو سمجھنا۔
- عوامی خدمات کی فراہمی کی بہتری یا حصول کے لیے کیسے حق معلومات قانون کا استعمال کیا جائے۔
- حق معلومات قانون کے بارے میں شرکاء کے درمیان آگہی کو بڑھایا جائے اور وہ اپنے کاموں میں اس کا استعمال کیسے کر سکتے ہیں، اس سے انہیں آگاہ کیا جائے۔

ورکشاپس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ۲۹ جنوری ۲۰۱۹ء کو موون پک ہوٹل کراچی میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۲۔ ۴/فروری ۲۰۱۹ء کو موون پک ہوٹل کراچی میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۳۔ ۶/ مارچ ۲۰۱۹ء کو موون پک ہوٹل کراچی میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی کا حصول‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۴۔ ۲۳/ مارچ ۲۰۱۹ء کو سندھ یونیورسٹی میرپور خاص کیمپس میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۵۔ ۲۴/ مارچ ۲۰۱۹ء کو انڈس ہوٹل حیدرآباد میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۶۔ ۳/اپریل ۲۰۱۹ء کو میریٹ ہوٹل کراچی میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی کا حصول‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

۷۔ ۱۳/اپریل ۲۰۱۹ء کو ایس آر او گیسٹ ہاؤس ٹھٹھہ میں ’حق معلومات قانون کے ذریعہ عوامی خدمات کی فراہمی میں بہتری‘ کے موضوع پر ورکشاپ۔

January 29, 2019 at Movenpick Hotel Karachi "Improving Public Service delivery through RTI"

February 4, 2019 at Movenpick Hotel Karachi "Improving Public Service delivery through RTI"

March 6, 2019 at Movenpick Hotel Karachi "Addressing Public Service delivery through RTI"

March 23, 2019 at Sindh University, Mirpurkhas Campus "Improving Public Service delivery through RTI"

March 24, 2019 at Indus Hotel, Hyderabad "Improving Public Service delivery through RTI"

April 3, 2019 at Marriott Hotel Karachi "Addressing Public Service delivery through RTI"

April 13, 2019 at SRO Guest House, Thatta "Improving Public Service delivery through RTI"

کراچی صدر کے تجدید نو منصوبہ کی تکمیل میں ایک سال کا عرصہ لگ سکتا ہے

ماہم مہر (سماء ڈیجیٹل)

حکومت سندھ عالمی بینک کی معاونت سے صدر کراچی میں آرٹس کونسل اور قومی عجائب گھر کے نزدیک ایک پیدل دوست تعلیمی اور ثقافتی زون کی تعمیر پر کام کر رہی ہے، جس کی تکمیل آئندہ سال تک مکمل ہو سکتی ہے۔

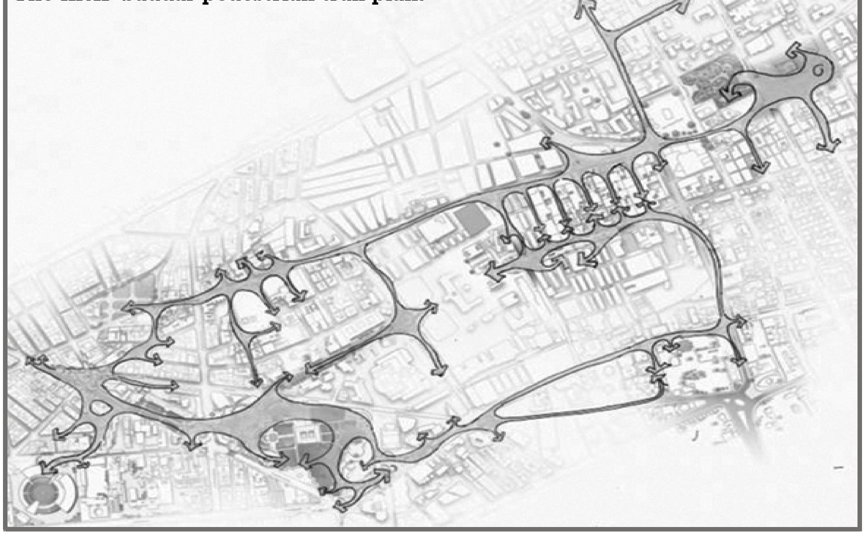

The KNIP Saddar pedestrian trail plan.

'بہت زیادہ سہولیاتی کام جاری ہے' یہ بات کراچی قرب و جواب کی بہتری منصوبے (Karachi Neighbourhood Imporovement Project) کے ڈپٹی پروجیکٹ ڈائریکٹر نذیر احمد میمن نے کہی۔ حکومت سندھ نے ایک سال قبل عالمی بینک کی جانب سے ملنے والے قرضے سے جزوی طور پر کام شروع کیا۔ یہ قرب و جوار کے تین علاقوں صدر، ملیر اور کورنگی میں کام کرے گا اس کی ابتدائی سرمایہ کاری کی مالیت ۷۰؍ملین ڈالر ہے۔

صدر ڈاؤن ٹاؤن حیات نو منصوبہ تقریباً ۳۵۰ کاروں کے لیے دو سطحی زیر زمین پارکنگ پلازہ پر مشتمل ہے۔ اوپری سطح ایک پلازہ ہوگی جہاں لوگ آ سکتے ہیں اور بیٹھ سکتے ہیں۔

نذیر احمد میمن شہری نامی ایک غیر سرکاری تنظیم جو کراچی کے شہری پھیلاؤ پر ایک طویل عرصے سے کام کر رہی ہے، کے زیر اہتمام ایک ورکشاپ میں منصوبے کے جاری کام سے متعلق بات کر رہے تھے۔ شہری نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے اشتراک سے ہماری گلیوں اور حرکت پذیری سے متعلق تبدیلی کے ایک تین سالہ پروجیکٹ کا آغاز کیا ہے۔ نذیر احمد میمن کو KNIP منصوبے کے متعلق بات کرنے کے لیے مدعو کیا گیا تھا کیونکہ یہ ایسا منصوبہ ہے جو عوام اپنی خصوصی ضروریات مثلاً نابینا افراد اور وہیل چیئر استعمال کرنے والے، کے ساتھ اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔

'ایم آر کیانی روڈ پر کام تقریباً ختم ہو چکا ہے' میمن نے کہا۔ صدر کے اس حصہ کو تبدیل کرنے کی کوشش کا محرک یہ تھا کہ لوگوں کو پیدل چلنے کی ترغیب دی جائے۔ وہ ان جگہوں پر کار مالکان اور دوکاندار حضرات کی گاڑیاں لے جانے کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں۔

عالمی بینک کا منصوبہ پیدل چلنے والوں اور سائیکلوں کی حوصلہ افزائی کے لے فٹ پاتھ اور گلیوں کو کشادہ اور صاف کرنے پر مشتمل ہے۔ مطمع نظر یہ ہے کہ مرکزی فاصلوں اور بی آر ٹی اسٹیشنوں کے اردگرد پیدل چلنے والوں کا ایک نیٹ ورک تخلیق کیا جائے وہ دیگر چیزوں کے ساتھ رکاوٹوں کو صاف کریں گے اور اسٹریٹ لائٹنگ کو بہتر کیا جائے۔ صدر کے لیے اسٹریٹ پارکنگ انتظام پر نو مہینے تک تحقیق کی گئی جو اب زیر تعمیر ہے۔

'کراچی کا انفرا اسٹرکچر اس قدر تباہ و برباد ہو چکا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق اس کو بہتر کرنے اور مستحکم بنانے کے لیے آئندہ دس سالوں میں ۱۰ ارب ڈالر کی ضرورت ہوگی۔

Work going on for the underground parking near National Museum in Karachi as part of the KNIP, WB plan.

کے این آئی پی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹوں میں سے ایک مفادعامہ کی خدمات کے عوامل ہیں۔

میمن نے کہا کہ وہ ایسی صورتِ حال سے دو چار ہوں کہ جب وہ ایک علاقہ کی تجدیداورتزئین کرچکے ہوں تو چھ ماہ بعد کسی بھی مفاد عامہ کی خدمت فراہم کرنے والے ادارے کوسڑک کھود کر لائن ڈالنے کی ضرورت پیش آجائے۔'ایک دن ہم کام کررہے تھے اور واٹر بورڈ کے محکمہ نے کہا کہ پانی کی لائنیں بوسیدہ ہوچکی ہیں لہٰذا ہم انہیں تبدیل کریں گے'انہوں نے کہا۔'اگلے دن پی ٹی سی ایل والوں نے اپنی کارگردگی دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم چھ ماہ کے اندراپنی تاریخ تبدیل کرنے کی منصوبہ بندی کررہے ہیں، کے الیکٹرک والے بھی آگئے، سوئی ساوٗدرن گیس کارپوریشن نے بھی اپنی کارکردگی دکھائی۔اس وجہ سے منصوبہ کی رفتارسست ہوئی اوراس وقت تک انتظار کیا گیا جب تک تمام مفادعامہ کی خدمات کے کیبل اور پائپ لائنیں مکمل طور پرنصب نہ ہوگئیں۔

کے این آئی پی کراچی کے لیے بالٹی میں ایک قطرے کی مانند ہے ایک ایسا پھیلتا ہوا شہر جس میں تقریباً دو کروڑ لوگ بستے ہیں اوراس کے سینکڑوں مضافاتی علاقے ہیں۔اصل سوال یہ ہے کہ'سماجی ناانصافی' کی فکر کیوں پروان چڑھ رہی ہے، ورکشاپ میں عالمی بینک کے مشیر فرحان انور نے کہا۔دنیا بھر میں منصوبہ بندی میں وی آئی پی سب سے آخری حد پر رکھے جاتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں اس کے بالکل برعکس ہے۔ایسے لوگ جن کی خصوصی ضروریات ہوتی ہیں انہیں سب سے زیادہ نظرانداز کیا جاتا ہے۔ذرا اپنے آپ سے سوال کیجئے کہ کیا ایک اندھا شخص کراچی کی سڑکوں پر چل

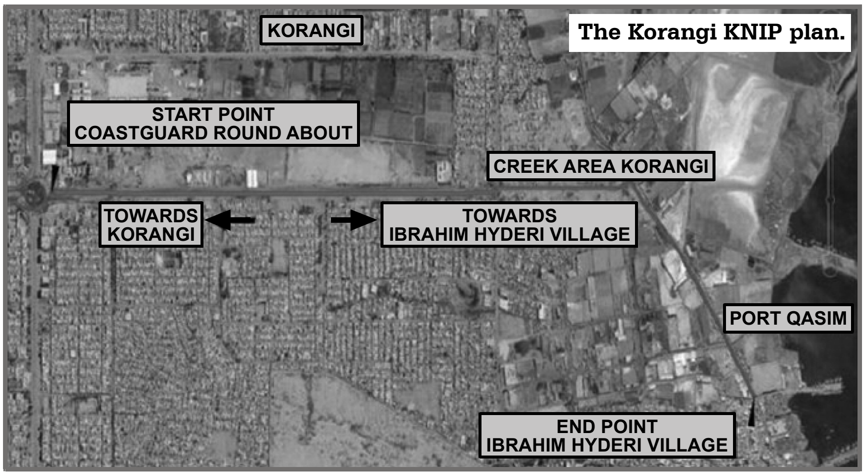

The Korangi KNIP plan.

سکتا ہے؟ایسے لوگ جنہیں وہیل چیئر کی ضرورت ہوتی ہے کیسے اردگرد چل پھر سکتے ہیں؟

'جب ہم ٹرانسپورٹیشن پروجیکٹ پر کام کرتے ہیں تو یہ اس سے براہِ راست منسلک ہوتے ہیں کہ شہر کیسے بڑھتے ہیں۔' فرحان انور نے کہا'اگر آپ کے پاس ایک کار شہر ہے تو آپ کے پاس ایک رینگتا ہوا شہر ہوگا۔اگر آپ کے پاس ایک اچھا ماس ٹرانزٹ سسٹم ہوگا تو آپ کے پاس مضبوط شہر ہوں گے۔'

عالمی پیمانے پرفکری تبدیلی آرہی ہے۔تمام پیشوائی اب اوپر سے نیچے ہورہی ہے۔فی زمانہ لوگ شہروں کو پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کے لیے بنانے پر یقین رکھتے ہیں نجی گاڑیوں کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔اوسلو کے ڈاوٗن ٹاوٗن علاقے میں کاروں کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔

نیو یارک کے علاقے مین ہٹن میں کاروں سے مبرا ایام مقرر کیے جارہے ہیں۔اسی طرح کوالالمپور، عدیس ابابا، وغیرہ بھی......فہرست بڑھتی ہی جارہی ہے۔

تہران میں انہوں نے اپنے میٹروسسٹم کے اسٹیشنوں کے اِردگرد پیدل چلنے کے علاقے مقرر کئے ہیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ شہر کی خصوصیات میں بہتری آرہی ہے۔فرحان انور نے کہا'یہاں یہ وہم پایا جاتا ہے کہ اگر ہماری کاریں ان علاقوں تک نہ پہنچی تو ہمارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا لیکن یہ ثابت ہوچکا ہے کہ کارفری علاقے بنانے سے فروخت میں اضافہ ہوتا ہے۔'اب امید یہ ہے کہ اگر صدر کے علاقے کو پیدل چلنے والا علاقہ مع اس کے بی آر ٹی منصوبہ اور تاریخی قرب و جوار کا علاقہ قرار دیدیا جائے تو ایسا ممکن ہوسکے گا۔

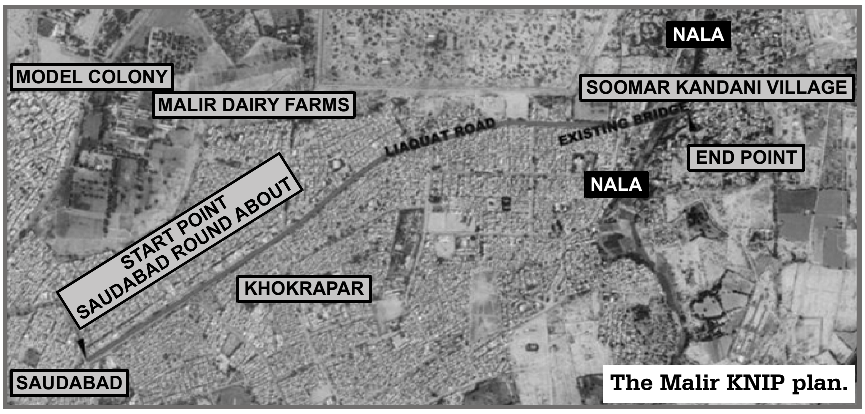

The Malir KNIP plan.

پیچ لگژری ہوٹل کرچی میں ۲/ مارچ ۲۰۱۹ء کو منعقدہ کراچی لٹریچر فیسٹول کے دوران منہمک حاضرین جو کراچی کی ساحلی ترقیات کے ارتقا کی نقشہ بندی کے حامی تھے، کو 'سمندر کنارے شہر: کراچی کی ساحلی پٹی کا مستقبل' کے عنوان سے ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی

شہری رپورٹ

دستاویزی فلم میں دکھایا گیا کہ کیسے خطیر سرمایہ اور بڑے مفادات ملکر کام کرتے ہوئے میگا پروجیکٹ متعارف کراتے ہیں جو ساحلی پٹی کو ختم کر رہے ہیں اور تیز رفتاری سے ماحولیات کا خون کر رہے ہیں۔

ہدایتکارہ ماہرہ عمر نے گیٹز فارما کی اعانت سے شہری سی بی ای کے لیے یہ دستاویزی فلم تیار کی اور ایسے جاری ترقیاتی منصوبوں کی کھوج لگائی جو شہر کے باشندوں اور ماحول پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں دستاویزی فلم میں اُجاگر کیا گیا ہے کہ کیسے مینگرووں کے جنگلات، مہاجر پرندے، مچھلیاں اور مقامی باشندے تمام پیسے اور اثر و رسوخ کی نہ مٹنے والی بھوک کی سنگدل کارروائیوں کا شکار بن رہے ہیں۔

دستاویزی فلم میں دکھایا گیا ہے کہ شہر کا صنعتی اور گھریلو فضلہ بغیر صاف کیے سمندر میں بہایا جا رہا ہے جو ماہی گیر کمیونٹیوں اور ساحلی دلدلی علاقوں کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے افسوسناک امر یہ ہے کہ ماحول اور ذریعہ معاش/ روزگار کے شدید نقصان

کے باوجود متعلقہ اداروں نے ایسے سنگین مسائل پر اپنی آنکھیں بند رکھی ہوئی ہیں۔

شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی نے جوار اکین پینل میں شامل تھیں، سوال و جواب کے سیشن کے دوران بتایا کہ کیسے اس دستاویزی فلم کی تیاری کے دوران کچھ لوگوں نے جو اس کی تیاری میں شریک تھے، بدقسمتی سے لینڈ مافیا کے خلاف جنگ میں اپنی جانیں گنوادیں جن میں سے ایک اورنگی پائلٹ پروجیکٹ کی معروف اور معزز پروین رحمان تھیں۔

’حالانکہ یہ دستاویزی فلم کئی سال پہلے بنائی گئی تھی لیکن یہ آج بھی اتنی ہی مؤثر ہے کیونکہ شہری ترقیات کے نام پر آج بھی ایسا ہی خون آشام عمل جاری ہے۔ مائی کولاچی کی مثال لیجئے جہاں کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے لیے پانی کو پیچھے دھکیل کر ۱۳۰/ ایکڑ علاقہ حاصل کیا گیا ہے جس پر حکومت سندھ کو فوری طور پر نوٹس لینا چاہیے۔‘

پینل کے ایک اور رکن اور پرندوں کے نگراں اور جنگلی حیات کے لیے سرگرم احمر علی رضوی نے کہا کہ شہر میں ترقیات کے ماحولیاتی اثرات کے سلسلے

میں دلچسپی لینا اور اپنے خدشات ظاہر کرنا ہر ایک شہری کی ذمہ داری ہے۔

انہوں نے کہا ’میں کئی سالوں سے جنگلی حیات کی کھوج میں پاکستان اور بیرون ملک جا چکا ہوں اور تقریباً پندرہ سال قبل اس شاندار جنگلی حیات کو دیکھنے کے لیے شہر سے بہت دور تک نہیں جانا ہوتا تھا اور کوئی بھی بے شمار اقسام کی انواع کا نظارہ کرسکتا تھا۔ تاہم اب تیز رفتار ترقیاتی کاموں کی وجہ سے ان انواع میں سے بہت تھوڑی ہی بچی ہیں کیونکہ وہ اپنے مساکن سے محروم ہوگئی ہیں۔‘

شام کے پینل کے تیسری رکن جاوید مہر نے کہا کہ مساکن کی بربادی کی وجہ سے جنگلی حیات کی کمی انسانیت کے لیے تباہ کن ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ ہر جاندار کا ایک مقصد ہے جو زندگی کے جاری وساری اور توازن برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے اگر وہ ناپید ہوگئے تو اس سے انسانی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہوجائیں گے۔

ہماری کامیابی کی داستان

بے تھکان دوگانہ

سلیقہ انور

سردار حسین صاحب اور لیفٹیننٹ کرنل جاوید ماجد صدیقی عسکری IV، راشد منہاس روڈ کے رہائشی ہیں۔ ماحول سے اپنے عشق اور توانائی نے انہیں ہماری آنے والی نسلوں کی رہائش کے لیے ایک بہتر اور صحت مند جگہ بنانے کی لگن کی طرف رہنمائی کی یہ دونوں حضرات دیگر تنظیموں کے ساتھ وابستہ ہیں سردار صاحب اپنی تنظیم کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ہیں اور لیفٹیننٹ کرنل ایک فلاحی تنظیم چلا رہے ہیں کمیونٹی کے لیے ان کی محبت ان کے کام کی جگہ میں بھی نظر آتی ہے۔ وہ اس مضمون کا اعزازی موضوع ہیں۔

تقریباً ڈیڑھ سال قبل شہری سی بی ای نے انہیں ۱۲۵/ پودے پیش کئے تھے جن میں سے زیادہ تر نیم اور لِگنم کے پودے تھے۔ حیرت انگیز طور پر دو کے سوا تمام پودے پھل پھول رہے ہیں۔ قابل ستائش ہیں وہ، ان کے مالی اور آفرین ہے ان سب پر جنہوں نے ان کی شجرکاری، دیکھ بھال، سچائی اور پودوں کی تراش خراش کے کاموں میں مدد کی۔

انہوں نے ان تمام پودوں کی سڑک کے ساتھ ساتھ اور پارک ایریا میں شجرکاری کی (ذیل میں دی گئی تصویر ایک بہتر منظر پیش کرتی ہے)۔ انہوں نے ہمیں (امرہ جاوید، ریحان اشرف اور راقم الحروف) کمپلیکس بھی دکھایا۔ انہوں نے پارک کے اطراف میں چیکو، گل موہر پیپل کے درختوں کی شجرکاری کی۔ مجھے ان کی یہ بات سب سے زیادہ پسند آئی کہ انہوں نے نیم کے درختوں کو مکمل طور پر جو ان کونوکارپس کے درختوں کے درمیان لگائے تھے جنہیں وہ بالآخر کاٹنے والے تھے جب نیم کے درخت ایک مخصوص اونچائی تک پہنچ جائیں، اس طریقے سے وہ کونوکارپس کے درختوں کو مقامی درختوں سے تبدیل کر دیں گے۔

آخر میں امرہ جاوید اور راقم الحروف نے انہیں جامن اور مورینگا کے کچھ پودے پیش کئے۔

سندھ۔سب سے زیادہ غیر محفوظ گرم مقام

ناصر علی پنہور

کرۂ ارض کے زیادہ تر حصوں میں درجہ حرارت میں اضافہ ہو رہا ہے اور جنوبی ایشیا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ درجۂ حرارت میں اضافہ کچھ اختلاف کے ساتھ جاری ہے۔ اس کی بنیاد محلِ وقوع اور گرین ہاؤس گیس کے اخراج کو محدود کرنے کے کروی اجتماعی کوششوں کی سطح پر ہے۔ ان تبدیلیوں کے ہمہ جہتی نتائج ہوں گے۔ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کے لیے تیاری ایک مشکل امر ہے اور منصوبہ سازوں کے لیے افق پر تبدیلیوں کے خاکے کو سمجھنا مفید ہوگا۔

عالمی بینک کے زیر اہتمام 'جنوبی ایشیا کے گرم مقام' کے نام سے کی جانے والی حالیہ تحقیق کے مطابق موسمیاتی تبدیلی کی مطابقت کے ساتھ سندھ پاکستان میں سب سے زیادہ غیر محفوظ گرم مقام کے طور پر اُبھر کر سامنے آیا ہے اس کے بعد پنجاب کا نمبر آتا ہے۔ سندھ ملک کی دوسری سب سے بڑی معیشت ہے جس کی مجموعی داخلی پیداوار ۱۴۰۰ امریکی ڈالر فی کس ہے جو قومی اوسط سے ۳۵ فیصد زیادہ ہے۔ صوبے کی اعلیٰ سطح کی متنوع معیشت ہے جو بھاری صنعتوں سے لے کر چھوٹی صنعتوں پر مشتمل ہے اور مالیاتی مراکز کراچی میں اور اس کے اردگرد واقع ہیں جبکہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ زراعت ہوتی ہے عمومی موسم میں تبدیلیاں سندھ کی مستقبل کی بڑھوتری ایک دوسری سمت میں موڑ دیں گی اور اس کو بہت زیادہ غیر محفوظ بنا دیں گی۔ چھ ممالک میں کی گئی تحقیقات کے مطابق عمومی موسم میں تبدیلیوں کے نتیجہ میں چار ممالک بنگلہ دیش، بھارت، پاکستان اور سری لنکا میں معیار زندگی پر منفی اثرات مرتب ہونے کے امکانات ہیں جبکہ افغانستان اور نیپال کو موسم کی ان تبدیلیوں سے فوائد حاصل ہوں گے۔

پنجاب جو سب سے زیادہ گنجان آباد صوبہ ہے، کو دوسرا سب سے زیادہ غیر محفوظ مقام قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں پنجاب کی معیشت سب سے بڑی ہے (پاکستان کی مجموعی داخلی پیداوار میں اس کا حصہ ۵۳٫۳ فیصد ہے) اور تمام صوبوں کے مقابلے میں پنجاب میں غربت کی شرح سب سے کم ہے۔ تاہم صوبے بھر میں فلاح اور وسائل کی تقسیم غیر منصفانہ ہے، صوبے کا شمالی حصہ معاشی طور پر نسبتاً زیادہ مستحکم ہے اور جنوبی حصہ ملک کے غریب ترین علاقوں میں شامل ہے۔ طویل المیعاد موسمیاتی غیر یقینی پنجاب میں بڑھوتری اور غربت کو کم کرنے پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

ضلع حیدر آباد میر پور خاص اور سکھر کے اضلاع کے بعد سب سے زیادہ گرم مقام اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ پنجاب کے کچھ گنجان آباد شہر جن میں لاہور،

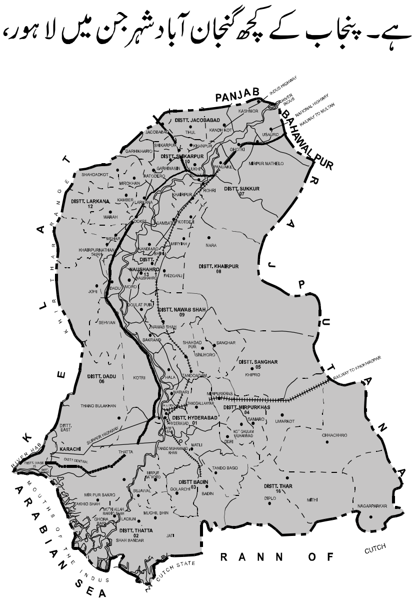

ملتان اور فیصل آباد شامل ہیں، دس سب سے زیادہ گرم مقام اضلاع میں شامل ہیں۔

دیگر صوبوں کے مقابلے میں سندھ اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلی سے نسبتاً زیادہ متاثر ہے۔ انڈس ڈیلٹا زرخیز علاقہ ہے جو موسمیاتی طور پر خشک اور بنجر علاقہ میں واقع ہے جہاں شدید گرمی پڑتی ہے اور سالانہ برف پگھلنے سے پانی کی مقدار بڑھنے کے مظاہر کے اثرات انڈس ڈیلٹا پر فوری طور پر محسوس کیے جائیں گے۔ اسی طرح سمندر سے پیدا ہونے والی موسمی سرگرمیاں ڈیلٹا کی زندگی پر براہ راست اثر ڈالتی ہیں۔

موسمیاتی تبدیلی کے اثرات متنوع ہیں جن میں بڑھتا ہوا درجہ حرارت، بدلتے ہوئے حساس نمونے، اور خطرناک شدید حادثات و آفات مثلاً طوفان اور خشک سالی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام چیزیں انسانوں اور سیارے کے لیے اچانک معاشی بدحالی سے لے کر معیار زندگی میں طویل المیعاد تنزلی کا موجب بن سکتی ہیں۔ درجہ حرارت کا بڑھتا ہوا تناسب مختلف راستوں سے معیار زندگی پر

اثر انداز ہوسکتا ہے مثلاً زراعتی اور محنت کشوں کی پیداواری صلاحیت، صحت اور نقل مکانی اور دیگر عوامل جو معاشی بڑھوتری اور غربت میں کمی پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ یہ زرعی پیداواری صلاحیت کو کم کرسکتی ہیں جس کی وجہ سے زراعت پر انحصار کرنے والے لوگوں کے معیار زندگی میں تنزلی آسکتی ہے۔ گرم موسم جراثیم اور متعدی امراض کے پھیلاؤ میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے جس کے نتیجے میں پیداواریت اور آمدنی میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔ لیکن اسی وقت ایک زیادہ گرم موسم تاریخی طور پر سردخطوں کی پیداواریت میں اضافہ کرسکتا ہے مثلاً پہاڑی علاقوں کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ انتہائی گرم ایام عمومی طور پر مزدوروں کی کمتر پیداواری صلاحیت سے منسلک ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جو پہلے ہی سے گرم ہیں۔ بدلتا ہوا موسم لوگوں کو اپنے روایتی ذرائع معاش کو چھوڑ کر دوسرے ذریعہ معاش اختیار کرنے پر مجبور کرسکتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کی آمدنی میں کمی ہوسکتی ہے۔ گرم مقامات میں کمی لانے کے لیے مختلف اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ ان اقدامات میں انفرااسٹرکچر میں بہتری، مارکیٹ اصلاحات کو متعارف کرانا اور انفرادی اور ادارہ جاتی صلاحیت کی تعمیرنو شامل ہے۔

سندھ بہت بڑی شہری آبادی کا حامل صوبہ ہے تاہم یہاں آبادی کے انخلاء کو دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے رجحان کو روکنے کی اشد ضرورت ہے اس کے لیے دیہی علاقوں میں ذرائع معاش کے زیادہ مواقع متعارف کرانا ہوں گے۔

ماحول دوست جدید اور لچکدار شہروں کے لیے تشکیل کردہ منصوبوں کے ساتھ اور توانائی کی قابل تجدید اشکال میں تبدیل کرنے کی پالیسیوں اور جدید شہری ذرائع نقل وحمل کے منصوبوں کے ذریعہ سندھ موسمیاتی تبدیلی کے منفی اثرات سے نبرد آزما ہونے کے قابل ہوسکے گا۔ سندھ کے ترقیاتی ایجنڈہ میں موسمیاتی تبدیلی کو سرفہرست رکھنا ہوگا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد موسمیاتی تبدیلی اور ماحولیات کے شعبے صوبوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں، حکومت سندھ کو لازمی طور پر موسمیاتی تبدیلی پر زیادہ رقم مختص کرنا ہوگی اور اسے اپنی ترجیحات میں سرفہرست رکھنا ہوگا۔

قومی موسمیاتی تبدیلی پالیسی ایک عمومی فریم ورک فراہم کرتی ہے اور ہر صوبہ کو موسمیاتی تبدیلی سے متعلق اس کے اپنے مسائل سے نمٹنا ہوگا۔ لہٰذا سندھ کو اپنی موسمیاتی تبدیلی پالیسی وضع کرنی چاہیے اور اپنی ترقیاتی پالیسی میں اس کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے۔ موسمیاتی تبدیلی سے مطابقت اور ماحولیاتی نظام میں لچکدار تعمیر اور موسمی ناپائیداری اور خطرناک اثرات پر لوگوں کا ردعمل نسبتاً نئے نظریات ہیں۔ ان اسباب کی بنیاد پر نظریات اور تجربات کو پھیلانے کے لیے ایک نیٹ ورک بنانے کی ضرورت ہے جس کا مخصوص ماحولیاتی نظام کو اپنانے کے لیے مدد دینے میں بنیادی کردار ہوگا۔

سندھ میں پانی کی صورتِ حال

شہاب استو

دسمبر ۲۰۱۶ء میں راقم الحروف نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک آئینی پٹیشن دائر کی تھی جس میں استدعا کی گئی تھی کہ ایک کمیشن قائم کیا جائے جو اس امر کا جائزہ لے کہ آیا سندھ میں لوگوں کو پینے کے صاف پانی کی سہولت حاصل ہے یا نہیں اور کیا ادارہ برائے تحفظ ماحولیات سندھ (Sindh Environmental Protection Agency) نے اپنی ریاستی ذمہ داریاں بحسن و خوبی پوری طرح ادا کی ہیں؟ معزز عدالت نے سندھ ہائی کارٹ کے حاضر جج جسٹس محمد اقبال کلہوڑو کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ جسٹس کلہوڑو کمیشن نے اپنی ایک سال کی مدت کے دوران اپنی تحقیقات، نتائج اور تجاویز پر مشتمل دو مفصل اور جامع رپورٹیں پیش کیں۔

یہ واضح طور پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کمیشن کی تحقیقات اور اس کے نتائج کبھی بھی صوبائی حکومت یا کسی بھی شخص کی جانب سے متنازعہ نہیں رہے کیونکہ انہیں مختلف ذرائع، سرکاری ریکارڈ، حکومتی اداروں، فارنسک رپورٹوں، ماہرین کی آرا، عوامی شنوائیوں عدالتی کارروائیوں اور پانی اور نکاسی کے انفرااسٹرکچر کے معائنہ کے بعد اخذ اور مرتب کیا گیا تھا۔ کمیشن اس نتیجہ پر پہنچا کہ ’سندھ کے عوام صاف پانی نہیں پی رہے ہیں۔‘ تازہ پانی کے ذخائر، دریا، نہریں، جھیلیں، تالاب وغیرہ میں سیوریج کی آمیزش ہو رہی ہے جو اس آلودگی کی بنیادی وجہ ہے۔ درحقیقت یہاں ۱۷۵۰ ایسے مقامات ہیں جہاں سیوریج کا گندا پانی تازہ پانی کے ذخائر میں شامل ہوتا ہے اور کل ۸۰۰۰ کلومیٹر طویل آبپاشی کے نیٹ ورک کو ایک بڑے گندے نالے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پانی پر کمیشن کو اس ہولناک حقیقت کا معلوم ہوتا تھا کہ درحقیقت مکمل واٹر اینڈ سینیٹیشن انفرااسٹرکچر سرے سے موجود ہی نہیں ہے یا خراب ہے۔

کمیشن کی ایک اور ڈراونی تحقیق یہ تھی کہ درحقیقت مکمل پانی اور سینیٹیشن کا انفرااسٹرکچر مثلاً واٹر فلٹریشن پلانٹس، سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس، مٹی کی بھرائی کے علاقے، پانی جانچنے کی لیبارٹریاں، ٹھوس اور مائع فضلے کو ٹھکانے لگانے کا انتظام، ہسپتال انسی نریٹرز، اور بہت سے دیگر برسوں سے سرے سے موجود ہی نہیں ہیں یا غیر فعال ہونے کے نقطہ نظر سے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ ابھی تک نہ ہی ماضی اور نہ ہی حال کی حکومت نے اس زندہ مسئلہ پر کوئی توجہ دی ہے، حالانکہ ہر سال اربوں روپے پانی اور سیوریج سے متعلق سہولیات کی ترقی، مرمت اور دیکھ بھال کے نام پر خرچ کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح کا معاملہ کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کا ہے۔ اس کے تقریباً ۱۴۰۰۰/ملازمین ہیں اور

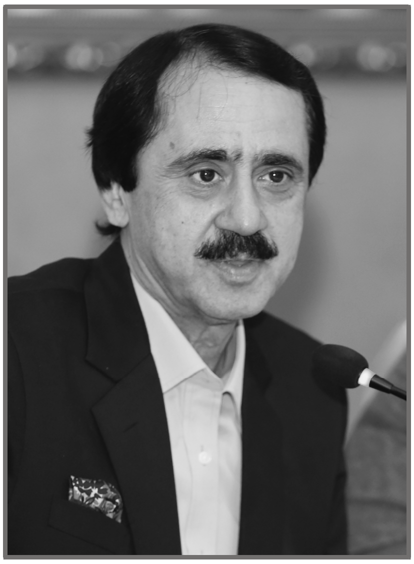

اس کا سالانہ بجٹ ۶/ارب روپے سے زائد ہے لیکن شہر کے سات واٹر فلٹر پلانٹس میں سے کوئی بھی عالمی ادارۂ صحت کے معیار کے مطابق پانی فراہم نہیں کر رہا ہے تمام تینوں سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس جن کی MGD 160 سیوریج کو صاف کرنے کی صلاحیت ہے، کئی سال سے بند پڑے ہیں جس کے نتیجے میں ۴۵۰/ایم جی ڈی صنعتی میونسپل اور ہسپتال کا فضلہ سمندر میں داخل ہو جاتا ہے جو پانی کے معیار میں گراوٹ اور مچھلیوں اور جھینگوں میں مختلف کیمیاوی مواد اور دھاتیں داخل ہونے کا سبب بنتا ہے۔ مزید برآں ایک تہائی پانی (650 MGD) چوری، لائنوں کے رساؤ وغیرہ کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے نقصان کی مقدار کو اس حقیقت سے ناپا جا سکتا ہے کہ پورے شہر میں ٹینکروں کے ذریعہ صرف ایک فیصد پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

کمیشن کو یہ بھی معلوم ہوا کہ صوبے کے کئی شہروں بشمول لاڑکانہ اور شکارپور میں جو زیرزمین پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ کھاری ہوچکا ہے اس لیے انسانی استعمال کے لیے نقصان دہ ہے۔سیوریج نظام کی کمی، زیرزمین ضرورت سے زیادہ پانی کے اخراج، کم بارشیں، ڈرینج لائنوں کے اوپر تجاوزات اور جراثیم کش ادویات کا استعمال زیرزمین پانی کے معیار میں کمی کے چند اسباب ہیں۔لیکن صوبائی حکومت نے پانی کے اس اہم ذرائع کے بڑھتے ہوئے نقصان کے بارے میں مجرمانہ خاموشی اختیار کررکھی ہے۔

آر او پلانٹس پانی کا ایک اور ذریعہ ہیں جن کا بڑے پیمانے پر ٹھٹھہ، بدین اور تھرپارکے اضلاع میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ آر او پلانٹس بری حکمرانی اور بدعنوانی کے اندر ایک کلاسک تحقیقی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ بغیر کسی ضابطہ پر عمل کرتے ہوئے سینکڑوں پلانٹس نصب کیے گے۔ متعدد کیسوں میں ایک ہی ٹھیکیداران کی تنصیب کر رہا ہے، انہیں چلا رہا ہے اور ان کی دیکھ بھال بھی کررہا ہے۔حالانکہ ان پلانٹس کی تنصیب، آپریشن اور دیکھ بھال کے لیے اخراجات پانچ محکمے/ادارے کرتے ہیں جس میں اربوں روپے کی شمولیت ہوتی ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی ادارہ ان پلانٹس سے تیار ہونے والے پانی کے معیار اور مقدار کی نگرانی کرنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کرتا۔

حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰۰۰ آر او پلانٹس کے پاس نہ ہی پانی جانچنے کی لیبارٹری ہے اور نہ ہی پانی کی مقدار ناپنے کے لیے کوئی میٹر ہے۔اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کمیشن اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ پوری اسکیم' کچھ نہیں ہے سوائے ایک ناٹک کے۔' اور سفارش کی ہے کہ ذمہ داروں کا تعین کرنے کے لیے تفتیش کی جائے اور متعلقہ افسران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

یہاں دیہی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تقریباً ۲۱۰۰ فراہمی آب اور نکاسی آب کی اسکیمیں ہیں جن میں سے زیادہ تر اسکیموں کو غیر فعال پایا گیا اور اس کی بنیادی وجہ بری حکمرانی اور لوکل کونسلوں کو ان کو چلانے کی عدم صلاحیت ہے۔ لہٰذا حکومت کی جانب سے اس مد میں سالانہ اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود لوگ آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں اور گندے ماحول میں رہ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں مثلاً ہیپا ٹائٹس، گردوں کی بیماریاں، ٹائیفائیڈ، ہیضہ اور جلدی امراض وغیرہ کا شکار ہورہے ہیں۔افسوسناک طور پر کمیشن نے سرکاری اسپتالوں کی صورت حال کو بھی ابتر پایا ہے۔زیادہ تر ضلعی/علاقائی اسپتالوں میں پینے کے صاف پانی کی سہولت کا فقدان پایا گیا ہے، کئی اسپتالوں میں ٹوائلٹ کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی اور کسی کے پاس بھی طبی فضلے کو ٹھکانے لگانے کی مشین نہیں تھی اور نہ ہی ہسپتال ویسٹ مینجمنٹ رولز ۲۰۱۴ء کے مطابق اسپتال کے فضلہ کو تلف کرنے کے لیے متعلقہ انتظام موجود تھا۔خطرناک طبی فضلہ میونسپل فضلے کے ساتھ کھلے آسمان تلے کھلی جگھوں پر پھینکا گیا تھا جو نہ صرف اسپتال کے ماحول کو آلودہ کررہا تھا بلکہ مقامی آبادی کی صحت کے لیے بھی شدید خطرہ کا سبب تھا۔

ایک اور چیز جسے کمیشن نے خصوصی طور پر نوٹ کیا وہ ٹھوس فضلے کو تلف کرنے کے نظام کی عدم موجودگی تھی حالانکہ ۲۰۱۴ء میں سولڈ ویسٹ مینجمنٹ بورڈ کا قیام عمل میں لاچکا ہے اس لیے صوبے بھر میں کہیں بھی بشمول کراچی ٹھوس کچرے کو تلف کرنے کے لیے کوئی بھی جگہ مخصوص نہیں کی گئی ہے اور روزانہ ہزاروں ٹن کچرا ڈرینج نالوں، نہروں یا سمندر میں پھینکا جارہا ہے یا پھر کھلی جگھوں پر جلایا جارہا ہے۔جس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہورہا ہے۔

بہرحال کمیشن کے سامنے سب سے تلخ حقیقت یہ سامنے آئی کہ ادارہ برائے تحفظ ماحولیات سندھ اپنے فرائض کی انجام دہی میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ادارہ کی متعدد ناکامیاں اس کی گواہ ہیں مثلاً غیر صاف شدہ صنعتی فضلہ کا اخراج، آبپاشی کے نظام کی آلودگی، زیرزمین پانی کی کمیابی اور ساحلی پٹی کی بدحالی وغیرہ، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ کمیشن نے نہایت ناخوشگواری کے ساتھ کہا ہے کہ ادارہ کو ابھی بھی اپنے موجودگی کے لیے مناسب وجوہات کو پیش کرنا ہوگا۔

اس بات پر ایک علیحدہ مضمون میں بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جسٹس امیر حانی مسلم کی سربراہی میں مقرر کردہ کمیشن نے اپنی ایک سالہ مدت کے دوران جو اہداف حاصل کیے ہیں۔ کیا ان کی بنیاد پر اس کمیشن کو جاری رہنا چاہیے۔

(مصنف ایک قانون دان اور ماہر تعلیم ہیں)

’ذرائع آب کا انتظام اور مستقبل کا لائحہ عمل‘ کے موضوع پر شہری کے زیرِ اہتمام سیمینار کا انعقاد

۲۶/ مارچ ۲۰۱۹ء بمقام موون پک ہوٹل، کراچی

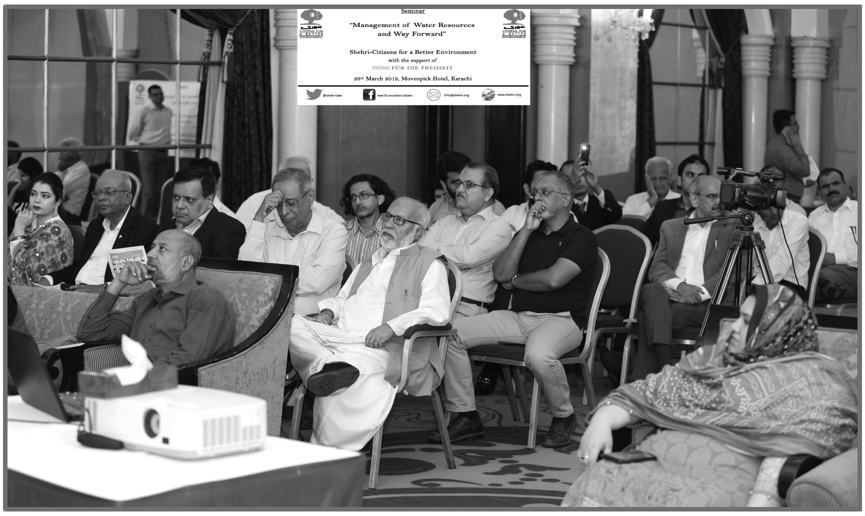

شہری سی بی ای نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کی شراکت سے ۲۶/ مارچ ۲۰۱۹ کو موون پک ہوٹل کراچی میں 'ذرائع آب کا انتظام اور مستقبل کا لائحہ عمل' کے موضوع پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا۔

شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی کے خیر مقدمی خطاب اور تعارفی تقریر سے تقریب کا آغاز ہوا۔

امبر علی بھائی نے اپنی افتتاحی تقریر میں شرکاء کو مطلع کیا کہ ایک شہری کے ابتدائی اقدام کے نتیجہ میں سندھ ہائی کورٹ کے معزز چیف جسٹس نے سندھ میں پانی اور نکاسی کی حالت کو جانچنے کے لیے ایک انکوائری کمیشن مقرر کیا جس کا سپریم کورٹ آف پاکستان نے ۲۹ دسمبر ۲۰۱۶ء کو اعلان کیا۔

ایڈوکیٹ شہاب اُستو، جو سیمینار میں موجود تھے، نے پٹیشن CP/38/2016 دائر کی جس کی وجہ سے سپریم کورٹ نے سندھ میں پانی اور سیوریج کو تلف کرنے کی خراب صورتِ حال کی تفتیش کرنے کے لیے ایک کمیشن قائم کیا۔

شہاب اُستو کا خیال تھا کہ عشروں سے بدعنوانی، خراب حکمرانی اور احتساب کی عدم موجودگی کی وجہ سے سندھ میں صورتِ حال اس قدر خراب ہوئی ہے جس پر لوگوں کو اپنی آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ورکشاپ کے شرکاء کو کمیشن کے مختلف اخذ کردہ نتائج سے بھی آگاہ کیا۔

بلند عمارتوں پر پابندی: شہاب اُستو نے بلند عمارتوں پر سے پابندی ہٹانے کے سپریم کورٹ کے فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے انہیں شدید دھچکا پہنچا ہے کورٹ نے فلک بوس عمارتوں پر پابندی ایک سال سے زیادہ عرصہ تک برقرار رکھی لیکن ایک صبح ہم نے دیکھا کہ کورٹ نے بغیر دلائل سنے ۱۵/ سیکنڈ کے اندر اپنے ہی حکم کو تبدیل کر دیا۔

انہوں نے شرکاء کو اپنے مشاہدات، کمیشن کے جمع کردہ ثبوت اور جسٹس مسلم حانی کی سربراہی میں قائم کمیشن کے تجویز کردہ اقدامات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس عرصے کے دوران کمیشن نے اسکولوں اور اسپتالوں کا بھی دورہ کیا۔

سرکاری اسپتالوں کی حالت: شہاب اُستو نے حاضرین کو بتایا کہ حکومت خود اس بات کا اعتراف کر چکی ہے کہ کل ۴۴۰۰۰ سرکاری اسکول میں تقریباً آدھے اسکولوں میں آلودہ پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور بقیہ آدھے اسکولوں میں سرے سے فراہمی آب کا نظام ہی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سندھ کے ۲۹ سرکاری اسپتالوں میں یا تو سرے سے انسی ٹریٹر (Incinerator) مشین موجود ہی نہیں ہے یا آلات غیر فعال اور ناکارہ پائے گئے۔

انہوں نے بیان کیا کہ کمیشن کو معلوم ہوا کہ یہ اسپتال اپنا خطرناک طبی فضلہ دیگر میونسپل کچرے کے ساتھ کھلی جگہوں پر تلف کر رہے تھے۔ اور مزید یہ کہ پورے صوبے میں فراہمی آب کی ۲۱۰۰/ اسکیموں، ۳۳ فلٹر پلانٹوں اور کراچی کے تین ویسٹ ٹریٹمنٹ پلانٹوں میں سے کوئی بھی فعال نہیں پایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اب ان میں سے کچھ سہولیات کو عدالت کے احکامات پر درست کر کے انہیں فعال بنایا گیا ہے۔

انہوں نے نشاندہی کی کہ کمیشن نے چینی کے کارخانوں کے مالکان اور صنعت کاروں کو ٹریٹمنٹ

پلانٹ کی تنصیب کے لیے حتمی تاریخ کا تعین کر دیا ہے اور وہ احکامات پر عملدرآمد کے منتظر ہیں اور حکومت نے بھی ہر ضلع میں زمین کی بھرائی کی جگہیں قائم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

شہاب اُستو نے جسٹس مسلم حانی کی کوششوں خاص طور پر سالوں سے کراچی پورٹ ٹرسٹ اور حکومت کے درمیان متنازعہ ۱۳۰/ ایکڑ اراضی حاصل کرنے کے لیے کی گئی کوششوں کو سراہا اب یہ زمین ٹریٹمنٹ پلانٹ اور سرسبز جگہوں کے لیے استعمال ہوگی۔

کے ڈبلیو ایس بھی کو استحکام کی ضرورت ہے: شہری منصوبہ ساز فرحان انور نے کے ڈبلیو ایس بی پر ایک تمثیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ کے ڈبلیو ایس بی کو مزید فنڈ زدینے سے قبل عشروں سے اس میں موجود سہولیات فراہم کرنے کے لیے بنیادی انتظامی مسائل کو حل کرنے کی شدید ضرورت ہے 'قبل اس کے کہ ہم مزید سرمایہ کاری کریں ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا ہمیں ماضی کی فراہمی آب کی اسکیموں سے خاطر خواہ فوائد حاصل ہوئے ہیں' فرحان انور نے کہا کے ڈبلیو ایس بی کی تعمیر نو کے لیے عالمی بینک سے معاونت حاصل کرنے کے لیے کوشش جاری ہے ان کے مطابق سب سے بڑا

مسئلہ، جو بدقسمتی سے ایک سیاسی مسئلہ بن جاتا ہے، سہولیات کو پیشہ وارانہ طور پر چلانے کے انتظامی اور مالیاتی خودمختاری کا حصول ہے۔

کراچی کے پانی کے بحران کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ اعداد و شمار کے مطابق شہر کا تقریباً ۴۰ فیصد پانی لیکج اور چوری کی نذر ہو جاتا ہے جبکہ فی الوقت صرف ۵۳ فیصد شہر کے پانی کی ضروریات کو پورا کیا جا رہا ہے۔

اگر یہی صورتِ حال جاری رہی تو K-4 پروجیکٹ کی تکمیل کے باوجود بھی ہم شہر کی پانی کی صورتِ حال بہتر بنانے کے قابل نہیں ہوسکیں گے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ سہولیات کے طریقوں میں اصلاحات کی راہ میں سیاسی مداخلت ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

انجینئر فرحان انور نے کہا کہ حکومتی محکموں سے مثبت توقعات وابستہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں سیاسی مداخلت سے پاک کیا جائے، انہیں انتظامی اور مالیاتی خودمختاری دی جائے مزید یہ کہ مثاق تکنیکی عملہ تعینات کیا جائے۔ انہوں نے نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں حکومت کے کردار کی نئی تعریف وضع کرنے کی ضرورت ہے کہ حکومت پالیسی سازی، منصوبہ بندی اور بحیثیت ایک ریگولیٹر کام کرنے پر توجہ مرکوز کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں جدید طریقے کھوجنے کی ضرورت ہے مثلاً سرکاری و نجی شراکت اور غیر دستوری طریقوں پر عملدرآمد، انہوں نے اس ضمن میں دوسرے ممالک کی مثالیں پیش کیں جہاں ایسی اصلاحات پر عمل کیا جا رہا ہے۔

سوال جواب کے سیشن میں کے ڈبلیو ایس بی کے سابق چیف انجینئر گلزار میمن نے کہا کہ ۲۰۱۶ء میں کمیشن کی طرف سے تجویز کردہ بحالی کا طریقہ رُک چکا ہے۔ فی الحال ٹریٹمنٹ پلانٹس، فلٹر پلانٹس اور یہاں تک کہ K-4 منصوبے پر بھی کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔

ہم نے ورکشاپ میں شرکت کے لیے سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا تھا لیکن صرف دو ممبران صوبائی اسمبلی سدرہ عمران اور بلال غفار نے ورکشاپ میں شرکت کی۔

سماجی انصاف کے مطالبے کی حمایت کیجیے

اتوار ۱۳ر جنوری ۲۰۱۹ء کراچی پریس کلب

سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم پر پورے کراچی میں جاری تجاوزات ہٹانے کی مہم کے دوران غریب اور کم آمدنی والے علاقوں کے متاثر رہائشیوں اور دوکانداروں سے اظہارِ یکجہتی کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں اور سماجی انصاف کے حق کے لیے سرگرم گروہوں نے کراچی پریس کلب کے باہر ایک دن کی بھوک ہڑتال کی۔

احتجاجی کیمپ کا اہتمام کراچی کی مختلف سول سوسائٹی کی تنظیموں کے اتحاد جوائنٹ ایکشن کمیٹی نے متاثرہ افراد اور شہری حقوق کی تنظیموں کے ساتھ مل کر کیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ حکومت فوری طور پر اس مہم کو روک دے اور متاثرہ لوگوں کے لیے مناسب معاوضے اور بحالی کے منصوبے کا نفاذ کرے۔

معروف ماہرِ معیشت ڈاکٹر قیصر بنگالی بھی سول سوسائٹی کے معزز ارکان کے ہمراہ دن بھر ایک روزہ بھوک ہڑتال کا مشاہدہ کرتے رہے اور تمام دن کراچی پریس کلب کے باہر بیٹھے رہے۔

ڈاکٹر قیصر بنگالی نے کہا کہ تجاویزات کے خلاف مہم کی وجہ سے بے گھر ہونے والوں میں سے ۹۹ فیصد لوگ یومیہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدور تھے۔ ''آپ ایک بڑے کاروبار کو بند کرسکتے ہیں اور اس کے مالکان صرف اپنے منافع کے لیے فکرمند ہوں گے لیکن وہاں ہر کام کرنے والے مزدوروں کا کیا ہے۔ انہوں نے اپنا روزگار کھودیا ہے۔ وہ وہاں سب سے زیادہ متاثر ہونے والے افراد ہیں۔ وہ پورے مہینے کے دوران وہاں ہزاروں

روپے نہیں کما رہے تھے وہ اپنی روزانہ کی مزدوری کے عوض ملنے والی قلیل رقم پر انحصار کرتے تھے۔' ڈاکٹر قیصر بنگالی نے مزید کہا کہ جدید آزاد خیال معاشی پالیسیوں کی وجہ سے غریب افلاس کی چکی میں پس رہے ہیں اور امیر زیادہ پھل پھول رہے ہیں۔

ممتاز شہری منصوبہ ساز اور آرکیٹیکٹ عارف حسن نے کہا کہ بغیر کسی منصوبہ بندی کے شروع کیے جانے والے آپریشن کی وجہ سے لاکھوں مزدور بیروزگار ہوگئے ہیں اور حکومت کے پاس ان لوگوں کو مدد یا سہولت فراہم کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ متاثرہ لوگوں کو متبادل روزگار کے مواقع اور گھر لازمی طور پر فراہم کیے جائیں انہوں نے تجویز پیش کی کہ لوگوں کو اس مقصد کے لیے براہِ راست رابطہ کرنا چاہیے۔

احتجاج کرنے والے افراد کا دعویٰ تھا کہ تاجروں اور دوکانداروں کی ایک بہت بڑی تعداد کو بلا کسی پیشگی نوٹس یا متبادل منصوبے کے جبراً بے دخل کیا گیا ہے۔ ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ کچھ دوکانیں ناجائز تجاوزات کے زمرے میں نہیں آسکتی تھیں لیکن انہیں بھی زمین پر قبضہ کی حیثیت سے منہدم کردیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ غریب اور نچلی کمیونٹیوں کی زندگیوں پر جبراً بے دخلی کے ہمہ جہتی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

اربن ریسورس سینٹر کے زاہد فاروق نے کہا کہ سول سوسائٹی اور شہری حقوق کی تنظیموں نے مختلف قدیم مارکیٹوں کے متاثر دوکانداروں اور متاثرہ علاقوں کے باشندوں کے ساتھ متعدد میٹنگز کی ہیں تاکہ حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لیے ایک حکمت عملی وضع کی جائے اور اسے تاجروں کو معاوضہ دینے اور دوبارہ بحال کرنے پر مجبور کیا جائے۔

زاہد فاروق نے روزنامہ دی نیوز کو بتایا 'آج کی بھوک ہڑتال اس حکمت عملی کا حصہ ہے۔' انہوں نے کہا کہ لوگوں کے رہائش کے بنیادی حق کو لازمی طور پر شہری منصوبہ بندی میں ہمیشہ ترجیح دی جانی چاہیے۔

کراچی سرکلر ریلوے متاثرین ایکشن کمیٹی کے وکیل سیّد محمد علی شاہ نے کہا کہ ۲۰۰۹ء میں پاکستان ریلوے نے اس امر کا تعین کرنے کے ایک سروے کیا تھا کہ سرکلر ریلوے کو بحال کرنے کے لیے کتنی کالونیاں اور گھر متاثر ہوں گے۔ اس کے مطابق ۴۶۵۳ مکانات کو گرایا جانا تھا لیکن ان گھروں میں رہنے والے افراد کی دوبارہ آبادکاری کا بھی منصوبہ تھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ۲۸۳/ ایکڑ اراضی مختص کی تھی جہاں ۸۰ مربع گز کے آر سی سی مکانات تعمیر کیے جانے تھے اور اس کے ساتھ ہی ہر خاندان کو نقل وحمل کے اخراجات کی مد میں پچاس ہزار روپے کی رقم بھی مختص کی گئی تھی۔ لیکن اب ان تمام چیزوں کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ریلوے لائنوں کے اردگرد آباد لوگوں کو ہٹانے کا حکم دیدیا گیا ہے۔

احتجاج کرنے والے افراد نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر ناجائز تجاوزات کے خلاف مہم کو روک دے اور متاثر لوگوں سے ان کے ذرائع معاش کو تباہ کرنے کے لیے معافی مانگے۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ متاثرہ لوگوں اور عوام دوست افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کے قیام کے بعد ایک مناسب معاوضہ اور دوبارہ آبادکاری کے منصوبہ کا نفاذ کیا جائے۔

احتجاج میں مختلف کم آمدنی والے علاقوں اور مسمار کی گئی مارکیٹوں سے تعلق رکھنے والے متاثرہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ شہری سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی، انسانی حقوق کمیشن برائے پاکستان کی عظمیٰ نورانی، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ کے کرامت علی، سرگرم سماجی کارکن نغمہ شیخ، محقق عفت آرا، نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے ناصر منصور اور ماہر تعلیم ڈاکٹر ریاض شیخ نے بھی شرکت کی۔

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول __ ایک تعارف

شہری۔سی بی ای (شہری برائے بہتر ماحول) کراچی میں قائم ایک رضا کارانہ تائیدی گروہ ہے جسے حساس اور ہمدرد شہریوں نے 1988ء میں قدرتی ماحول کی تباہی اور اسے دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق اپنے خدشات اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔
شہری غیر قانونی تعمیرات درجہ بندی کی خلاف ورزیوں اور ان سے متعلق علامات مثلاً گندے پانی کی نکاسی، ناجائز تجاوزات، پارکنگ اور انفرااسٹرکچر، سے نمٹنے پر خصوصی زور دیتا ہے۔ شہری۔ سی بی ای باقاعدہ اداروں اور حکومتی ایجنسیوں کی نگرانی کرتا ہے اور سول سوسائٹی کی ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

کامیابیاں

سندھ سینئر سٹیزن ویلفیئر بل 2014ء کی منظوری، کلفٹن روڈ کی اعلان کردہ سڑک چوڑی کرنے کی جگہ پر گلاس ٹاور کی غیر قانونی تجاوزات کا انہدام۔
منگھو پیر روڈ پر گٹر باغیچہ کی 480 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔ یہ لیاری کے کم آمدنی والے گنجان آباد علاقے کی، جس میں تقریباً دس لاکھ افراد رہائش پذیر ہیں، سب سے بڑی کھلی تفریحی جگہ ہے۔
کراچی کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین میں کڈنی ہل پارک کی 62 ایکڑ اراضی بشمول کے ڈبلیو ایس بی کی اعلان کردہ تنصیبات کی 18 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔
کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نگران کمیٹی اور ایک عوامی معلوماتی کاؤنٹر کا قیام۔
کراچی اور سندھ میں کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 11 اور سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 15 بس ڈپوؤں کی کمرشلائزیشن اور فروخت کو رکوانا۔ آج کل یہ پلاٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی بین الشہر بسوں کے اڈّے اور ٹرانسپورٹ سے متعلق دیگر سرگرمیوں کے لیے استعمال کررہی ہے۔
لائنز ایریا کراچی میں کھیل کے میدان (میکرو) ویب گراؤنڈ کا تحفظ۔
باغ ابنِ قاسم کلفٹن کے رفاہی پلاٹ میں کوسٹالینا اپارٹمنٹ کے ڈھانچے کا انہدام۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے اب یہاں ایک پارک بنا دیا ہے۔
لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک/کھیل کا میدان کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔
لاہور بچاؤ تحریک کے ایک حصے کے طور پر کینال بینک توسیع منصوبے سے ہونے والے نقصان کی مقدار کو کم کرنا۔
کوئٹہ میں زلزلے کے جھٹکے سے بچاؤ کے تعمیراتی قانون کی دوبارہ توثیق۔
شہری۔پولیس باہمی عمل میں شراکت، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پولیس اصلاحات پر پاکستان بھر سے تقریباً 1600 پولیس اہلکاروں کی تربیت۔
گزشتہ سالوں میں مسلمہ ماحولیاتی خلاف ورزیوں سے متعلق مقدمات میں شہری کی ماہرانہ خدمات کو اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کیا ہے اور اسے (aimicus curiae) 'عدالت کا دوست' کے خطاب سے نوازا ہے۔

اہداف/مقاصد

ایک آگاہ اور باعمل سول سوسائٹی، اچھی حکمرانی، شفافیت اور قانون کی حکمرانی کا قیام۔
سرکاری پالیسیوں کے اثر اور ان پر تحقیق، دستاویزی بنانے اور مکالمہ کرنے کو بڑھاوا دینا۔
ایک مؤثر اور نمائندہ مقامی حکومت کے نظام کو مستحکم کرنا۔
کراچی شہر کے لیے ایک نمائندہ ماسٹر پلان/زوننگ پلان کی تیاری اور ان پر مؤثر عملدرآمد۔
معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کی پابندی۔

شہری کیسے کام کرتا ہے؟

ایک رضا کارانہ انتظامی کمیٹی جسے جنرل باڈی کے ذریعے ایک دو سالہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، جو کھلے اور جمہوری اصولوں پر انتظامی امور کی انجام دہی کرتی ہے۔ رکنیت (ممبرشپ) ہر خاص و عام کے لیے کھلی ہیں جو شہری کے اہداف اور اغراض و مقاصد اور یادداشت (میمورنڈم) سے متفق ہیں۔

شہری کے لیے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- قانونی معاملات/امور
- میڈیا اور بیرونی روابط
- دس لاکھ درختوں کی شجرکاری مہم
- ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور بحالی
- مالی حصول
- اسلحے سے پاک معاشرہ

شہری کی رکنیت

2019ء کے لیے اپنی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔
''شہری۔سی بی ای'' میں شرکت کریں اور بطور اچھے شہری اس شہر کو صاف رکھنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لیے مدد کریں۔

شہری میں شمولیت اختیار کیجئے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لیے
مبلغ -/2000 روپے کے کراس چیک کے تحت
(سالانہ ممبر شپ فیس)
بنام شہری۔سی بی ای بمع پاسپورٹ سائز فوٹو
پتہ: R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس، کراچی۔ 75400
ٹیلیفون/فیکس 92-21-3453-0646

نام ____________________

ٹیلیفون (گھر) ____________________

ٹیلیفون (دفتر) ____________________

ایڈریس ____________________

پیشہ ____________________